ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

12 محرم الحرام 1434ھ —— دسمبر 2012ء

- انتخاب آمد...... اسلام برخاست
- سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر
- اسلامی سالِ نو کا پیغام، اُمّتِ مسلمہ کے نام
- امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہیدِ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- آیت ولایت اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ
- مسلمانوں اور مرزائیوں کا اختلاف اسلام اور کفر کی جنگ ہے
- ترکِ قادیانیت کی داستان

اخبار الاحرار

اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ
احرار
۱۹۲۹ء

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو ایک ہو جاؤ (سیّد ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

35 ویں سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس

بتاریخ 12 ربیع الاوّل 1434ھ جامع مسجد احرار چناب نگر

زیرِ صدارت

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی

امیر
مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی

حضرۃ مولانا
صاحبزادہ

عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی

خانقاہ سراجیہ
کندیاں
نائب امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

پروگرام ان شاء اللہ

درسِ قرآنِ کریم: بعد نماز فجر نقار پرے دس بجے تا ظہر

حسبِ سابق بعد نمازِ ظہر فرزندانِ اسلام، مجاہدینِ ختمِ نبوت اور سُرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

جملہ مکاتبِ فکر کے سرکردہ رہنما تحریکِ ختمِ نبوت کے قائدین زعماءِ احرار، وکلاء صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما خطاب کریں گے نیز قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دہرایا جائے گا

منجانب
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 23 شمارہ 12 محرم الحرام 1434ھ — دسمبر 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسؤل

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

تشکیل

دل کی بات:	انتخاب آمد...... اسلام برخاست	مدیر	2
شذرات:	سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	عبداللطیف خالد چیمہ	4
//	مرکز سراجیہ پر چھاپا اور صاحبزادہ رشید احمد کی گرفتاری		
دین و دانش:	اسلامی سالِ نو کا پیغام، امتِ مسلمہ کے نام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	7
//	عظمتِ قرآن	حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ	13
//	امیر المومنین، خلیفۂ راشد، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ شہیدِ مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	19
//	آیت ولایت اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	23
مطالعہ	مسلمانوں اور مرزائیوں کا اختلاف	حضرت امیر شریعت	30
قادیانیت:	اسلام اور کفر کی جنگ ہے	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	
//	ترکِ قادیانیت کی داستان	قاری محمد آصف	32
ماضی کے جھروکوں سے:	"پراپیگنڈے کی قوت" (مکتوب بنام: جانشینِ امیرِ شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)	مولانا محمد انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	38
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۱۹)	پروفیسر خالد شبیر احمد	40
شاعری:	منّے میاں نہ رونا	انور شعور	48
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	49
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	54
اشاریہ:	ماہنامہ نقیب ختم نبوت ۲۰۱۲ء	محمد یوسف شاد	56

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— 200/- روپے

بیرونِ ملک —— 1500/- روپے

فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　مدیر

انتخاب آمد......اسلام برخاست

موجودہ حکومت اپنی مدتِ اقتدار پوری کر رہی ہے اور شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے۔ حکمران اسے اپنی فتح، آئین کی بالادستی اور جمہوریت کی مضبوطی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اس فتح و مضبوطی سے ملک بھی مضبوط ہوا یا نہیں، اِس سوال کا جواب حکمرانوں کے پاس ہے نہ سیاست دانوں کے پاس۔ مسائل مزید گھمبیر ہو گئے ہیں، غیر ملکی مداخلت بڑھ گئی ہے اور ڈرون حملوں میں اضافہ سے بے گناہ شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ معیشت تباہ ہو گئی ہے، سرمایہ کار ملک سے بھاگ گیا ہے، کسان کے لیے فصل کی کاشت مشکل بنادی گئی ہے۔ صنعت بند ہو گئی ہے۔ سی این جی اور پیٹرول پمپ بند ہیں، ہڑتالوں، مظاہروں اور مطالبات کا دور دورہ ہے۔ ریلوے ختم ہو چکی، پی آئی اے برباد اور بدنام ہو چکی، محکمہ ڈاک کی جگہ پرائیویٹ کوریئر نے لے لی۔ دھماکے، قتل، اغوا، ڈاکے، روز کا معمول ہیں۔ کرپشن نے اتنی ترقی کی ہے کہ پوری قوم حکومت کے اس کارنامے کی معترف ہے اور عدالتِ عظمیٰ کی چیخ و پکار اس پر مستزاد ہے۔ اُدھر سیاسی جماعتوں نے آئندہ متوقع عام انتخابات کے لیے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ الیکشن کمیشن متحرک ہو گیا ہے۔ ووٹر لسٹوں کی تیاری اور نئی حلقہ بندیوں کے مسائل طے ہو رہے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کے منشور آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اس سارے شور وغل اور ہنگامے میں کہیں ''اسلام'' کا ذکر تک نہیں۔ سیاسی جماعتوں کے منشور بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ روشن خیال فاشسٹ اور سیکولر انتہا پسند، میڈیا پر یہ بحث کر رہے ہیں کہ سٹیٹ کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ مذہب فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ ریاست تو مسلمان یا کافر نہیں ہوتی۔ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ مذہب اور مذہبی گروہ ہیں۔ بانی پاکستان جناب محمد علی جناح کی ۱۱ر ستمبر والی تقریر کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں کوئی ہندو، سکھ، مسلمان نہیں، سب پاکستانی ہیں۔ اور ساتھ ہی دوقومی نظریے کی بنیاد پر قیام پاکستان کی تاریخ بھی قوم کو سمجھائی جاتی ہے۔ حیرت ہے کہ دو متضاد باتیں وہ ایک ہی سانس میں کر جاتے ہیں۔ اُنہیں اسرائیل کی مذہبی ریاست نہیں کھٹکتی، ایران کی مذہبی ریاست بھی گوارا ہے۔ امریکا کی کروسیڈی (مذہبی صلیبی) جنگ پر بھی کوئی اعتراض نہیں، پریشانی اور تکلیف صرف ''اسلام'' کی نسبت سے ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے حوالے سے۔

قیام پاکستان کے وقت ''اسلام'' کا نعرہ لگایا گیا۔ تحریک پاکستان کی قیادت نے مسلمانوں کو کلمہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کے واسطے دے کر اپنے ساتھ شامل کیا۔ ملک بن گیا تو ریاست کی اسلام سے جان چھڑانے کی کوششیں شروع کر دی

گئیں جو ہنوز جاری ہیں۔ علماء نے تب بھی مزاحمت کی اور پینسٹھ سال سے اِن سازشوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ قراردادِ مقاصد، ۱۹۷۳ء کے آئین میں ریاست کے مذہب کا تعین، خلافِ اسلام قوانین کے خاتمے اور نفاذِ اسلام کا طریقۂ کار طے ہونے کے باوجود ریاست کو سیکولر بنانے کا عمل جاری ہے۔ ہم سیکولر انتہا پسندوں کی خدمت میں بصد احترام اور بلا خوف عرض کرتے ہیں کہ مذہب کے حوالے سے تمام معاملات آئین میں طے ہو چکے ہیں۔ پاکستان کو اسلام سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایسی تمام خلافِ آئین کوششوں کی مزاحمت کریں گے اور انہیں ناکام بنادیں گے۔ غیر جانبداری کے نام پر جھوٹ بولا جارہا ہے۔ امریکہ و برطانیہ، یورپ، نیٹو ممالک، سارا عالم کفر مکمل جانب دار اور ظالم و جارح ہے۔ انہوں نے دوہرے معیار بنا رکھے ہیں۔ جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں اُن کا معیار، اصول اور قوانین سب تبدیل ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے انسانی حقوق بھی اپنے مزعومہ دوہرے معیار کے مطابق طے کر رکھے ہیں۔ اگر پاکستان کے سیکولر دانش ور اور سیاست دان اپنی انتہا پسندی اور شدت پسندی کے خول سے ذرا باہر نکل کر انصاف کی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کریں تو مصر و فلسطین، عراق و شام اور افغانستان میں عالم کفر، استعمار اور طاغوت کی مداخلت و مظالم کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان ممالک کے عوام کا قصور صرف اور صرف ''اسلام'' ہے۔ وہ مسلمان ہیں اور انہیں آزادی سے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

ہمارے سیاست دان اور حکمران سب انہی طاغوتی طاقتوں کے غلام اور نوکر چاکر ہیں۔ اس لیے کہ وطنِ عزیز میں اقتدار و حکومت کے فیصلے امریکہ کرتا ہے۔ اگرچہ آئین میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن ''ماورائے آئین'' امریکہ ہے۔ اسی منافقت کی بنیاد پر سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشور ''انتخاب آمد، اسلام برخاست کی بدترین مثال ہیں۔'' نواز شریف، جنہیں بعض بے وقوف، مذہبی قوتوں کا نمائندہ سمجھتے ہیں، نے صدر زرداری کے بارے میں اپنے چھوٹے بھائی شہباز شریف کو رویہ نرم رکھنے کی ہدایت کی ہے اور ساتھ یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ وہ اپنی کامیابی کی صورت میں صدر زرداری کے سامنے حلف اٹھانے کو بھی تیار ہیں...... عالمی استعمار، اپنے ایجنڈے کے لیے دونوں کو اکٹھا بیٹھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن، ق، ہ، ل، ف، تمام گروپس) تحریک انصاف، اے این پی، ایم کیو ایم، سب سیکولر پارٹیاں ہیں۔ مذہب اِن کا مسئلہ نہیں لیکن پاکستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کا مسئلہ تو ہے۔ مستقبل کے پاکستان میں دینی جماعتوں کا کیا کردار ہوگا، مسلمانوں کے اجماعی عقائد کا تحفظ، پاکستان کے آئین میں موجود اسلامی دفعات کا تحفظ اور اُن کا نفاذ، پاکستانی معاشرے میں خدا فراموشی اور مذہب بیزاری کی استعماری سازشوں اور تحریکوں کا مقابلہ یہ اہم ترین مسائل ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کی اسلام زندہ باد کانفرنسوں کے آئندہ انتخابات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ جماعت اسلامی کے بغیر متحدہ مجلس عمل کی بحالی کیا رنگ لائے گی؟ کیا مذہبی جماعتیں پھر سیکولر قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہوں گی؟ اِن سوالات پر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرنا ہوگا اور پوری منصوبہ بندی کر کے سلامتی کے ساتھ خطرات سے نکلنا ہوگا۔

شذرات

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

عبداللطیف خالد چیمہ

ہندوستان کے قادیان میں قافلۂ احرار ۲۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو داخل ہوا تھا۔ انگریز سامراج نے اپنے خود کاشتہ پودے کو بچانے کے لیے جو ہوسکتا تھا کیا، لیکن احرار کی فطرت ہے کہ وہ اپنے عقیدے اور مؤقف کے اظہار سے پیچھے نہیں ہٹا کرتے۔ چنانچہ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ نے ہندوستان کی چوٹی کی قیادت کو مجتمع کیا، پوری دنیا پر قادیانیت کی حقیقت واضح ہوئی۔ اِسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے احرار نے ۱۹۷۵ء میں چناب نگر (سابق ربوہ) میں نامساعد حالات کے باوجود راستہ بنایا، جگہ خریدی اور ۲۷/فروری ۱۹۷۶ء کو جانشین امیر شریعت، حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے تمام سرکاری رکاوٹوں کے باوجود جامع مسجد احرار کا سنگ بنیاد رکھا، شاہ جی دوران تقریر گرفتار کر لیے گئے، بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے کہ فاتح ربوہ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ موقع پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ تقریر کیا تھی اپنے آبا کی یاد تازہ کر دی، خطبہ دیا نماز پڑھائی اور گرفتار ہوگئے۔ ملک بھر سے سرخ پوشانِ احرار اور مجاہدین ختمِ نبوت کا جم غفیر چناب نگر کے اردگرد جمع تھا اور جگہ جگہ جمعتہ المبارک کی نمازیں ادا کی گئیں۔ وہ ایسا منظر تھا کہ ہم نے زمانہ طالب علمی میں ایسا نظارہ کیا جو احرار کی سرفروشانہ تاریخ کے حوالے سے پڑھا اور سنا کرتے تھے، پھر یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے مارچ میں ''سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس'' اور ۱۲/ربیع الاوّل کو ''ختم نبوت کانفرنس اور جلوس''...... پُرشکوہ اور پُر وقار سب کی زبان پر ''کلمہ طیبہ''، ''درود پاک'' اور ''فرما گئے یہ ہادی، لانبی بعدی''، جاری وساری۔ جلوس مسجد احرار سے شروع ہوتا ہے پہلا پڑاؤ: ''اقصیٰ چوک'' نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھتا ہے۔ اگلا پڑاؤ ''ایوانِ محمود'' قائد احرار اور زُعماء احرار کے بیانات، قادیانیوں کو دعوت اسلام، منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائیں اور حاسدین کے حسد سے بھی محفوظ رکھیں (آمین، ثم آمین)

رفقاء احرار اور قارئین نقیب ختمِ نبوت! آپ سب سے یہ گزارش کرنی ہے کہ اِمسال ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ جنوری کے آخری عشرے (اغلباً ۲۴/جنوری ۲۰۱۳ء، جمعرات) میں آئے گا۔ اندازاً چھ ہفتے باقی ہیں، آپ ابھی سے اِس ملک گیر اجتماع کی تیاری شروع کر دیں۔ اپنے محلے اور علاقے کی مساجد میں اعلانات کرائیں اور تبلیغی جماعت کی طرز پر گشت کر کے ساتھیوں کو دعوت دیں تاکہ آپ کے مشن کی آبیاری ہو۔ تفصیلی اعلان ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ شمارے میں شائع ہو جائے گا۔ ایک بات ہر حال میں مقدم رکھی جائے کہ چناب نگر کا اجتماع اور جلوس دعوتی ہوتے ہیں۔ ہمارے عمل وکردار سے دعوت جھلکنی چاہیے تاکہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، مولانا محمد گل شیر شہید، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، آغا شورش کاشمیری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا لال حسین

اختر، مولانا عبدالرحمٰن میانوی، مولانا محمد حیات، غلام نبی جانباز، حضرت مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہم اور دیگر اکابر کی روحیں ہم سے خوش ہو جائیں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی آواز پوری دنیا تک پہنچے (آمین ثم آمین)

اِن سطور کے ذریعے احرار ساتھیوں سے بالخصوص یہ کہنا بلکہ ''سمجھانا'' ہے کہ جوں جوں آپ اکابرِ احرار و ختم نبوت کی روایات کے امین بن کر ''تحفظ ختم نبوت'' کے کام کی طرف زیادہ متوجہ ہوں گے، توں توں آپ پر ''بعض مہربانوں'' کی جانب سے کئی قسم کے بہتان لگائے جائیں گے، طعنوں سے نوازا جائے گا اور پٹڑی سے اتار کر (ڈی ٹریک کر کے) اپنی مرضی سے ہمارا مؤقف تیار کر کے خود ہی بیان بھی فرمائیں گے۔

جو چاہے اُن کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ساتھیو! ہوشیار رہنے اور استقامت اختیار کرنے کا وقت ہے کہ ''استقامت کرامت سے کچھ کم نہیں''

اسرارالحق مجازؔ (مجاز لکھنوی) نے کہا تھا کہ

بخشی ہیں ہم کو عشق نے وہ جرأتیں مجازؔ　　　ڈرتے نہیں سیاستِ اہلِ جہاں سے ہم

مرکز سراجیہ پر چھاپہ اور صاحبزادہ رشید احمد کی گرفتاری

۱۴؍نومبر۲۰۱۲ء (بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب) پولیس تھانہ غالب مارکیٹ لاہور نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند صاحبزادہ رشید احمد مدیر مرکز سراجیہ گلبرگ لاہور کو گرفتار کر لیا۔

صاحبزادہ رشید احمد ایک طویل عرصہ سے مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور مرکز سراجیہ ایک روحانی و تعلیمی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ تحفظِ ختم نبوت کے لئے بھی اپنا کردار ادا کر رہا ہے اور اس حوالے سے تسلسل کے ساتھ لٹریچر کی اشاعت بھی ہو رہی ہے، تعلیم یافتہ ماحول اور پوش علاقوں تک ان کے کام کی رسائی نے سرکاری انتظامیہ میں گھُسے ہوئے قادیانی اور قادیانی نواز لابیوں کو پریشان کر رکھا ہے، پولیس نے ۱۲؍نومبر کو انسداد دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء کے تحت (بجرم 11-w) ایف آئی آر نمبر 1286/12 درج کی جس میں کہا گیا ہے کہ صاحبزادہ رشید احمد اور اعجاز نامی شخص نے مین گرومانگٹ روڈ پر شیزان پروڈکٹس اور مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کے متعلق بعنوان ''شیزان'' اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟ پمفلٹ تقسیم کیا ہے۔

لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت قادیانیوں کو شعائرِ اسلامی سے قانوناً روک دیا گیا لیکن عملاً صورتحال اس کے برعکس ہے اور حزب اقتدار، اپوزیشن سمیت تمام سیاسی جماعتوں کی پالیسیوں پر معمولی فرق کے ساتھ قادیانی لابی اثر انداز ہوتی ہے۔ ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل سکہ بند قادیانی انور ورک ہیں، ابوبکر خدا بخش سابق ڈی پی او خوشاب کو ڈی آئی جی بنا دیا گیا ہے۔ وزارت داخلہ سندھ کا سیکرٹری وسیم احمد قادیانی ہے، اگر یہ لسٹ تیار کی جائے تو بہت وسیع ہوگی۔ حکومت کے ایوانوں کی راہداریوں میں قادیانی پہلے سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں جو آئین کی اسلامی دفعات کے درپے ہیں اور یہ ایجنڈا اصل میں

بین الاقوامی ایجنڈا ہے۔ اِسی ایجنڈے کے تحت سزائے موت کو ختم کرنے کے لیے راہ ہموار کی جارہی ہے۔ مرکز سراجیہ لاہور کا لٹریچر آئین پاکستان کی کسی طور پر خلاف ورزی نہیں، شیزان کے بائیکاٹ کے علاوہ ایک دوسرا پمفلٹ بھی جرم کے طور پر صاحبزادہ صاحب پر ڈالا گیا جس کا عنوان درج ذیل ہے

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دوسرے کو نبی ماننا غیرت ایمانی سے ٹکر ہے'' اگر چہ وقوعہ فرضی تھا لیکن دونوں پمفلٹ جب پولیس نے گرفتاری کے بعد صاحبزادہ رشید احمد کے سامنے رکھے تو انہوں نے فرمایا: کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہم نے شائع کیے ہیں اور کرتے بھی رہیں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو تحفظ ختم نبوت کے کام کو فرقہ واریت سے تعبیر کر کے اس کام کو ختم کرانے کے درپے ہیں۔ حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سیدنا حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت، شہداءِ جنگ یمامہ، شہداء ۱۹۵۳ء سے لے کر آج تک تاریخ بھری پڑی ہے، یہ کام اِن شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ تاہم اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لیے ہمیں امکانی حد تک بہترین تدبیریں اختیار کرنی چاہیں۔ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کے علاوہ پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کو یقینی بنائے اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں آئین کے دائرے کے اندر ہونے والی جدوجہد کو تحفظ فراہم کرے۔

اِن سطور کے ذریعے ہم مرکز سراجیہ کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ صاحبزادہ رشید احمد کے خلاف درج کی گئی ایف آئی آر بلا تاخیر واپس لی جائے اور اس مقدمہ کے اندراج کے ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

ارکان مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرارِ اسلام متوجہ ہوں!

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس ۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۲ء بروز پیر دارِ بنی ہاشم ملتان میں امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں طے پایا کہ

۱۔ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا باضابطہ اجلاس ۲ جنوری ۲۰۱۳ء بروز بدھ چناب نگر میں منعقد ہوگا۔

۲۔ ۳ جنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعرات چناب نگر میں ہی سالانہ ختم نبوت کانفرنس (۱۲ ربیع الاوّل) کے سلسلے میں تربیتی ورکشاپ منعقد ہوگی۔

جملہ ماتحت شاخیں ارکان شوریٰ کی شرکت یقینی بنائیں۔ تفصیلی سرکلر بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

والسلام
عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

اسلامی سالِ نو کا پیغام، اُمّتِ مسلمہ کے نام

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

''اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان وزمین' ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ سو اِن میں اپنے اوپر ظلم مت کرو اور سب مشرکوں سے ہر حال میں لڑو جیسے وہ تم سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور جان لو اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔'' (پارہ: ۱۰، التوبہ، آیت ۳۶)

اسلام میں دنوں، مہینوں اور سالوں کی حیثیت وہ نہیں جو دیگر اقوام میں تھی یا اب بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف دو عیدوں کو شرعی حیثیت بخشی اور بس! مگر مسلمانوں نے کافرانہ تہذیبوں کے اختلاط اوران کے سماجی رسم ورواج سے متاثر ہوکر یا مقابلہ وتقابل میں مبتلا ہوکر اسلامی تہواروں کی وہ کثرت پیدا کی کہ دوسری قوموں سے ہیچ ہوکر رہ گئے۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے سالِ نو کے آغاز کو ہندومت سے متاثر ہوکر رونے پیٹنے اور سر میں خاک ڈالنے کی رسوم بد کے لیے مخصوص کردیا۔ حالانکہ خیر وبرکت اور مبارک وسعادت سے ہونا چاہیے۔

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ماننے والے اس کی حاکمیت کو بغیر کسی حیل و حجت کے تسلیم کرلیں۔ مصلحت وقت، پالیسی اور عقلیّت کے پیچھے نہ بھاگیں۔ اسلام اور عقل دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ عقل کی نعمت اس لیے بخشی کہ تمدن پیدا کیا جائے، معاشرہ میں سلامتی کی راہ ہموار کی جائے اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے بغیر سلامتی کا تصور ہی ادھورا ہے۔ سلامتی' اسلام کو تسلیم کرنا ہے۔ اسی سے سلاست روی جنم لیتی ہے۔ انسانیت کا اونچا مقام و مرتبہ یہی ہے کہ عقل سلیم اور فہم مستقیم سے اس دارالعمل کو کارگاہِ خیر بنا دیا جائے۔

تمدن اور سلامتی معاشرہ میں خیر غالب سے عبارت ہے اور جو عقل' خیر کو غالب نہیں کرپاتی، عقل نہیں جہل ہے۔ قرآن کریم میں اسی عقل سلیم کو غور وفکر کی باربار دعوت دی گئی ہے اوران مفکرین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، اسی کی بنیاد پر پوری کائناتِ انسانی اوراہل ایمان کو دوہری دعوت دی گئی ہے۔ ایک جگہ اہل ایمان کو خصوصی خطاب کیا گیا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ﴾

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کی اتباع مت کرو۔'' (پارہ:۲، البقرۃ، آیت:۲۰۸)

ایمان والوں کو دوبارہ دامنِ اسلام میں مکمل آجانے کی دعوت حکم کی صورت میں دی جارہی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ عقل وبصیرت والے غور کریں، تفکر کریں تو جواب مل جائے گا کہ ایسا اسلام جو تن آسانیاں بخشے، راحتیں وافر عطا کرے، جس میں کلفتیں، آسائشوں میں تبدیل ہوجائیں وہ اسلام تو قبول کرلیا جائے لیکن ایسا اسلام جو نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطابق سراپا جہد زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہو، جس میں وقت، مال وجان اور عزت وآبرو بھی قربان کرنا پڑے، مشکلوں، مصیبتوں اور آفتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا پڑے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح موت کو سرابِ زندگی سے زیادہ لذیذ ماننا پڑے۔ وہ اسلام نہ قبول کیا جائے۔ تو یاد رکھیے! یہ اسلام من پسند تو کہلائے گا، خدا پسند نہیں۔ اور ایسے مسلمان اسلام کی اپوزیشن سمجھے جائیں گے۔ اس لیے کہ اسلام کی عملی تصویر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش کرکے بتادیا کہ اسلام میں پورا داخل ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اگر ہمارے سامنے لاکھوں صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی نہ ہوتی تو اتباع کا مسئلہ یقیناً سوال بن جاتا۔ لیکن اب تو موجودہ مسلمان اور ان کا اسلام جو سلامتی سے محروم ہے، سلامت روی سے مہجور ہے، تمدن اور خیر غالب سے دور ہے، خود سوال بن کے رہ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ مسلمان خوردہ فروش سے لے کر حکمران تک سیاست، مصلحت، وقت کی نزاکت، حالات کا تقاضا، پالیسی، حکمتِ عملی، لبرل ازم، روشن خیالی اور سائنٹیفک اپروچ ایسے خوبصورت الفاظ کی بدصورت تفسیر کا صیدِ زبوں ہے۔ اور یہ بربادی ''خطوات الشیٰطین'' کی اتباع کی بدولت ہے۔

اللہ نے اسلام نازل کیا تو اس کے نفاذ اور اس کی حاکمیت کے قیام کیلئے اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بخشا یعنی قانون اور طریقۂ نفاذ دونوں عطا فرمائے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ شریعت تو دے دی مگر اس کے نفاذ کے لیے ہماری سوچ اور اپروچ کو معیار اور سند بنادیا گیا ہو۔ پس ایسے لوگ جو خود کو سند بناتے اور منواتے ہیں۔ اپنی تعبیر کو اللہ کی منشا کہتے ہیں اور اپنی تفسیر کو اللہ کا فیصلہ کہہ کر سناتے اور مخلوق کو بہکاتے ہیں، قرآن نے انہی لوگوں کو کہا ہے۔

﴿لَا یُفْلِحُوْنَ﴾ وہ کامیاب نہیں ہوں گے

اور یوں بھی مخاطب کیا ہے:

﴿مَالَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کیسے فیصلے کرتے ہو؟

خدا جانے تمہیں کیا ہوگیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

اس بدحالی میں جو قوم یا جماعت فلاح کے لیے غیروں کے دروازے سے خیر کی بھیک مانگتی ہو، بار بار در بدر خاک بسر ہوتی ہو، قرآن انہیں کہتا ہے:

﴿لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾

اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا۔ (پارہ: ۱۸، المؤمنون، آیت: ۱۷۷)
یعنی دنیاو آخرت کے گھاٹے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے کسی صورت میں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ مسلمان کہلاتے ہوئے صرف دنیا کی زندگی کے لیے وقف ہوکے رہ جائے۔ صرف دنیا کی زندگی کے لیے جدوجہد تو کافروں اور مشرکوں کا مطمحِ نظر ہے کیوں کہ موت کے بعد کی حیاتِ طیبہ پر ان کا عقیدہ ویقین نہیں ہے اور مسلمان کہلانے والوں کا تو یقین ہی یہ ہے کہ ''الدنیا مزرعۃالاخرۃ'' دنیا آخرت کی کھیتی ہے (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی کاشت دنیا کی زندگی میں کرنی ہے اور کٹائی موت کے بعد کرنا ہے مسلمانوں کی ساری جدوجہد کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دنیا میں زندگی کے تمام شعبوں میں جُہدِ للبقاء، اور ارتقاء، کے نام پر جتنی محاذ آرائی کی جارہی ہے اس محاذ آرائی کا رُخ موڑ دیا جائے اور اس جُھدِ للبقاء اور ارتقاءِ انسانی کا مرکزی فکر جُھدِ لِلْعُقبیٰ بنا دیا جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا انسان ایک مرتبہ پھر ترقی، ارتقاء، اکتشافات، اور علم کے زُعم میں تنزل، رجعت، گم گشتگی اور جہالت کے لق ودق صحرا اور وادیٔ فنا میں اتر جانے کیلئے سرپٹ دوڑ تا ہے۔ ان حالات میں دعوتِ احرار یہ ہے کہ عام مسلمان جو غفلت وخواہشات کی ابلیسی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں انہیں جھنجوڑا، جگایا اور آزاد کرایا جائے۔ محض دنیا کی جھوٹی تمناؤں میں گھری ہوئی امت کی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچایا جائے۔ تاکہ اُمت کو دنیاوی سلامتی واُخروی فلاح ونجات مل سکے۔ دنیا میں سلامتی اور آخرت میں نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم مل کر ایک مضبوط طریقہ کار سے اپنے آپ کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی روشن راہ پر ڈالیں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر منزلِ مراد حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جسے قرآن کریم نے واضح اور دوٹوک لفظوں میں بزبانِ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِهٖ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝﴾

''تحقیق بے شک وشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے (صراطِ مستقیم ہے) تم اسی راہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو (دیگر نظامِ زندگی مت اپناؤ) پس وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جُدا کردیں گے۔
اسی کی تاکید ہے تمہیں، تاکہ تم دوسرے راستوں سے بچو۔'' (پارہ: ۸، الانعام، آیت: ۱۵۳)

اس راستے کے تمام راہ نوردوں کو یہ بات ہر وقت پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ اس راستے پر چلتے ہوئے قربانی وایثار کی بلند صفتیں اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہیں کیونکہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی دیگر صفاتِ عالیہ کے ساتھ ساتھ ایثار وقربانی ان کی بنیادی خصوصیت اور صفت قرار دی گئی ہے۔

﴿یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَ لَوۡ کَانَ بِهِمۡ خَصَاصَۃٌ﴾

''وہ اپنی جانوں کا ایثار کرتے ہیں اگرچہ خود فاقہ سے ہوں۔'' (پارہ: ۲۸، الحشر، آیت: ۹)

ہم نے جب اس راستے پر چلنے کا قصد کیا ہے اور منزل تک پہنچنے کا عزم کیا ہے تو پھر ہمیں بھی ایثار کرنا ہے۔ کس چیز کا ایثار؟ وقت کا، مال اور جان کا ایثار۔ عزم وہمت، ذہانت ودیانت، علم وشعور، غرض یہ کہ وہ تمام توانائیاں جو انسانی معاشرہ کے باطنی حسن وجمال کو اجاگر کریں اور سماج کے ظاہری نظام کو رعنائیاں بخشیں اور امت کو صراطِ مستقیم پر لے آئیں، اس راہ میں بغیر کسی دنیاوی لالچ کے صَرف کر دی جائیں۔ کیونکہ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کا کام ایسا خوبصورت، حسین و جمیل، پُرکشش، سُہانا اور من بھاتا ہے کہ اس پر یہ سب کچھ خرچ ہو جائے تو یہ سودا سستا ہے مہنگا نہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (پارہ:۱۱، التوبہ، آیت:۱۱۱)

''بے شک اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جا و بے جا اپنی توانائیاں ضائع کی جائیں بلکہ حالات کا جائزہ لے کر مستقبل کے نتائج پر غور و فکر کر کے پھر عملی قدم اُٹھایا جائے تا کہ عاقبت میں بے تدبیری کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ بہ قول حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ:

زمینِ شور سنبل بر نیارد
درو تخمِ عمل ضائع مگر داں

شور، کلر اور سیم زدہ زمین پھول نہیں اُگاتی، اس میں عمل کا بیج ڈال ڈال کے بیج برباد نہ کر

اور حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے فرمایا:

﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾

''شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں، رنج کرتے جان دے دیں گے۔'' (پارہ:۱۹، الشعراء، آیت:۳)

یعنی ان کی پروا اور فکر چھوڑیں، آپ کے ذمہ صرف بلاغ و ابلاغ ہے۔ اس راہ کی مشکل گھاٹی بھی یہی ہے کہ صراط مستقیم پر امت کو لاتے لاتے آدمی تھک جاتا ہے اور حالت کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ چہرہ پژمردہ، اعصاب شکستہ، دل گرفتہ، تھکا تھکا سا، اندر سے ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا آدمی، کھویا کھویا سا نظر آتا ہے۔ مگر اس کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ کسی اور کو منوانا ہمارے ذمہ نہیں بلکہ پکارنا، بلانا، صدا لگانا ہمارے ذمہ ہے اور بس، دلوں کی دنیا بدلنے والا صرف اللہ ہے اور وہی ہے جو خزاں کو بہار میں بدلتا ہے۔ پس اپنی ظاہری محنت کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر ہدایت کی بھیک مانگنا یہ بھی فرض ہے۔ گویا ہدایت عامہ کیلئے اجتماعی دعا و درخواست انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کا شیوہ ہے۔ ظاہری وسائل کی فراوانی اس وقت تک ہدایت پیدا نہیں کرتی جب تک آہِ نیم شبی اور دعاء سحر گاہی کا آمیزہ ان وسائل کی روح نہ بن جائے اور یہی وہ دعوت ہے جو رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔

پھر ہماری دعوت تو رہبانیت سے پاک ہے۔ ہم تو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا رخ موڑنا چاہتے ہیں، مگر ایسے کہ آدمی نہ تو دنیا اور اس کی لذتوں کا بھکاری بن کر رہ جائے اور نہ ہی لبادۂ مکر اوڑھ کر لوگوں کی آرزوؤں کا قتل کیا جائے اور نہ ہی کارکنوں کو معاشی مصیبتوں میں گرفتار کیا جائے۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیار حق حیات طیبہ کی اتباع کرتے ہوئے یہ دعوت عام کرنی ہے۔

ہماری تمام گزارشات آپ نے پڑھ لیں، ان پر دل کی گہرائی میں ڈوب کر غور و فکر کریں، پھر قلزمِ دل سے اٹھنے والی

صدائے لاہوتی پر لبیک کہتے ہوئے ایک جذبۂ صادقہ سے مرصع ہوکر آئیں اور ہمیں اپنی رفاقت کا شرف بخشیں تاکہ ہم آپ کی رفاقت میں اپنی بڑھتی ہوئی طاقت سے حوادث کا رخ موڑیں۔ ثقافت کے طوفان کو روکیں، عداوتوں کا منہ توڑیں اور بغاوتوں کے عفریت کو موت کی وادی میں دھکیل دیں۔ آپ کی رفاقت ہماری حوصلہ افزائی کرے گی، دل بڑھائے گی اور ان شاءاللہ دین کے ارتقائی عمل کو جاری وساری رکھنے کا موجب ہوگی، پھر ہم بھرپور قوت سے منزلِ مراد پاکے رہیں گے۔ اور...... اگر...... خدانخواستہ...... ہم اپنی محنت کا پھل نہ کھاسکے، اپنے جانکاہ عمل کا نتیجہ نہ پاسکے اور صراطِ مستقیم پر اپنی طاقت کے مطابق چل کر بھی دنیا میں منزل مقصود حاصل نہ کرسکے تو یقین کیجئے کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں جو حیات طیبہ کہلاتی ہے۔ مجھ سے یا آپ سے ہرگز یہ سوال نہیں ہوگا کہ تم کتنے کامیاب ہوئے، تمہاری محنت کا حاصل کیا نکلا؟ تمہاری بے پناہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ بلکہ پوچھا جائے گا تو صرف یہ کہ تمہیں جس قدر نعمتیں اور جتنی توانائیاں بخشی گئی تھیں۔ تم نے میری مخلوق کی دنیا وآخرت کی بھلائی کیلئے کس قدر صرف کیں؟...... کہاں کہاں یہ قوتیں استعمال کیں، کن مقاصد کو تم نے فکر وشعور کا مرکز بنایا، بینائی وتوانائی، دولت وطاقت، جانِ نازک اور عزت وآبرو غرض تم نے کہاں پر ساری نعمتیں کھپادیں۔ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کیلئے یہ سب کچھ اگر کھپادیا اور لگادیا تو قبر وحشر میں ان شاءاللہ جواب دے سکیں گے کہ اے اللہ! ہم عاجزوں نے آپ کی بخشی ہوئی تمام نعمتیں، قوتیں اور تمام توانائیاں آپ کی مخلوق کے ساتھ، حسن سلوک کرتے ہوئے بے دریغ لٹادیں کیونکہ آپ کے نبی گرامی خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد روح کی گہرائی میں رچ بس گیا تھا۔

﴿اَلْخَلْقُ کُلُّهُم عَیَالُ اللهِ فَاَحْسَنَ الْخلق اِلَی اللهِ اَحْسَنُهُمْ خلقاً اِلَیهِم﴾

''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس مخلوق میں سے اللہ کو وہ بھاتا ہے۔ جو مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک یہی ہے کہ مالی طور پر ناداروں پر مال نثار کیا جائے اور دینی طور پر ناداروں محتاجوں اور بے کسوں پر اپنی ظاہری وباطنی توانائیاں نثار کرکے انہیں شیطان کے چنگل سے نجات دلائی جائے۔

﴿اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْد﴾

''کوئی ہے جو بڑھ کے امت کی آبرو بچالے۔''

کامیابی، اصلاحِ انقلاب اور فلاح کی ایک ہی صحیح راہ ہے، ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی صورت ہے جو حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بتادیا۔ وہی حق ہے اور وہی آفاقی سچ ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَنْ یَّصْلُحَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلُحَ بِهٖ اَوَّلُهَا

''اس امت کے آخر کی اصلاح وفلاح اسی طریقہ سے ہوگی، جس سے اوّل کی اصلاح ہوئی۔''

جب یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر ملکی سلامتی کیلئے، قوم کی سلامت روی کے لئے، خیر غالب اور شر مغلوب کرنے کے لئے، نئے سال کا نیا عزم اور نیا ولولہ لے کر اٹھیں۔ اس بھولے ہوئے سبق کو پڑھیں، تازہ کرکے عہد کریں اور تجدید میثاق کریں

ہے سربسر تباہی انسان کی حکومت
قائم کرو جہاں میں قرآن کی حکومت

﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾
”اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔“ (پارہ:۱۳، یوسف، آیت:۴۰)
﴿اَ لَا لَهُ الْخَلْقُ وَا لْاَمْرُ﴾
”دیکھو! سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے)“ (پارہ:۸، الاعراف، آیت:۵۴)
﴿فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ﴾
”حکم تو اللہ ہی کا ہے (سب سے) اوپر اور سب سے بڑا ہے“ (پارہ:۲۴، المؤمن، آیت:۱۲)
﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾
”اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا، اس کا حکم نہ کریں، سو وہی لوگ کافر ہیں۔“ (پارہ:۶، المائدۃ، آیت:۴۴)

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتان آذری

شاہ جی پر شاعری

بانیٔ احرار، بطل حریت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو مختلف شعراء کرام کی طرف سے جو منظوم خراج عقیدت پیش کیا گیا، اُس کو یکجا کتابی شکل میں ترتیب دیا جا رہا ہے، مطبوعہ یا غیر مطبوعہ سب کچھ آپ کو ایک جگہ میسر آئے گا، (ان شاء اللہ تعالیٰ)

شعراء کرام اور باخبر حضرات سے درخواست ہے کہ شاہ جی پر شاعری اور تجاویز ارسال فرما کر تعاون فرمائیں۔ شکریہ

رابطہ اکرام الحق سرشارؔ (بانی صدر: بزمِ فروغِ ادب) / مکتبہ مُعاویہ: جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی 0334-7675889

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

عظمتِ قرآن

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رائے پور ضلع سہارن پور میں آج سے سو سال قبل ۱۰ محرم ۱۳۳۴ھ بروز جمعہ مدرّسینِ مدارسِ قرآنیہ متعلقہ مدرسہ رائے پور و دیگر حضرات کے مجمع میں یہ وعظ فرمایا تھا۔ جسے علماء نے پسند فرمایا اور کئی حضرات نے شائع کر کے تقسیم کیا۔ یہ وعظ اپنی افادیت کے اعتبار سے آج سو سال بعد بھی نہایت اہم اور نفع بخش ہے۔ حضرت کی زندگی میں اُن کے ایک متوسّل نے اس نوٹ کے ساتھ اسے شائع کر کے تقسیم کیا۔

”توفیقِ ایزدی سے میرے دل میں بھی اس بابرکت وعظ کی طباعت واشاعت کا خیال پیدا ہوا۔ میں نے حضرت سیدی و مولائی مولانا الحاج الشاہ محمد عبدالرحیم صاحب رائے پوری سے اجازت طلب کی۔ اور اس وعظ مبارک کو طبع کرا کر حِسبۃً للہ مفت تقسیم کرتا ہوں کہ میرے لیے باعث ثواب وذخیرۂ آخرت ہو۔ (طالبِ دعا: محمد خورشید علی قریشی عبّاسی سرسوی) (ادارہ)

بعد درود شریف فرمایا کہ مولوی نور محمد صاحب ومولوی عبداللہ صاحب نے مجھے امر فرمایا ہے کہ میں کچھ ضرور عرض کروں۔ اگر چہ بولنا دشوار ہے اور دماغ کمزور ہے مگر اُن کے فرمانے سے عرض کرتا ہوں۔ خیال سے سن لیں اور اس کے بعد مطلع فرماویں کہ آپ کی طبیعتوں نے اسے قبول کیا ہے یا نہیں۔ آپ صاحبان کو جو اتنی دور آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور آپ دو دو تین تین منزلیں طے کر کے یہاں آئے ہیں، سو اسی غرض سے کہ آپ صاحبان مناسب مشورہ فرماویں۔ یہ مشورہ لینا ہے امر نہیں ہے، کہ کوئی اس قسم کا معاملہ سمجھیں کہ کوئی ملازم سمجھا جاتا ہو یا کسی قسم کی حکومت سمجھی جاتی ہو بلکہ مشورہ لینا ہے۔ آپ صاحبان کی جو رائے ہے وہ دینی چاہیے۔ اگر آپ کے نزدیک کوئی غلطی ہو تو بیان کر دینی چاہیے کہ اس میں یہ غلطی ہے۔ لیکن اس کے عرض کرنے سے پیشتر اوّل یہ بات عرض کرنی ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنا احسان جتلایا ہے مومنین پر۔ کہ ہم نے تم پر احسان کیا ہے تم میں سے ہم نے رسول بھیجا۔

(لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ. (پارہ۴، آل عمران، آیت۱۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے کو مومنوں پر احسان فرمار ہے ہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ احسان کسی بڑی ہی شے کا جتلایا جاتا ہے اور احسان بھی جو بہت بڑا ہو۔ حالانکہ ہم سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں، اُسی نے ہاتھ، پیر، ناک منہ دیا ہے اور سب اُسی کا عطیہ ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی بڑا احسان ہے۔ وہ احسان حق تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانا ہے۔ حضور کیا لے کر آئے ہیں، وہ قرآن پاک ہے۔ اس کے آگے فرماتے ہیں:

''یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ. الیٰ آخرالآیۃ

اللہ کی آیتیں تم کو سناتے ہیں اور کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینے کو ہی مبعوث فرمایا ہے۔ تو وہ نعمت جس کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جس کا احسان حق تعالیٰ جتلاتے ہیں وہ یہی قرآن پاک ہے۔ جس کی نسبت حق تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہم اس کو پہاڑوں پر نازل فرماتے تو وہ دب جاتے اور پھٹ جاتے۔ اور یہ اثر اس کا ہے کہ اگر قرآنِ پاک کو آنکھوں پر رکھو تو آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، سر پر رکھو راحت ہو، سینہ پر رکھو تو سُرور ہو، جب اس میں یہ اثر ہے تو جن سینوں میں حق تعالیٰ نے اس قرآن کو رکھ دیا ہے اُن میں کیا برکت ہوگی۔

اور حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ حافظ کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جاوے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی۔ تو جب والدین کو جو کہ وسیلہ بنے ہیں تعلیمِ قرآن کے، یہ انعام ملے گا تو حافظ کو کیا اجر ملے گا۔ اسی پر قیاس کر لیا جاوے۔ فکر کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے اندر بلکہ آخرت کے اندر بھی قرآنِ پاک سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت دیں وہ خوب سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر آیت پر حافظ کا ایک درجہ بڑھایا جاتا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اگرچہ دنیا میں وزیر، امیر، بادشاہ بھی ہیں لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی نعمت دی ہو اور وہ یوں سمجھے کہ مجھ سے زیادہ دنیا میں اور کسی کو نعمت ملی ہے تو اس نے گویا قرآن پاک کی قدر نہیں کی۔ جو کوئی کسی نعمت کی قدر نہیں کرتا ہے اور شکر یہ ادا نہیں کیا کرتا وہ رحمت نہیں رہتی بلکہ زحمت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ. (پارہ:۱۳ سورت: ابراہیم، آیت ۷)

اگر تم شکر کروگے میں اور زیادہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔

حق تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی قدر نہ کرنا بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ اسی واسطے ناقدر کی نسبت حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ نااہل کو علم سکھلانا ایسا ہی ہے کہ جیسے خنزیر کو موتیوں کا ہار پہنانا۔ بھلا خنزیر کی صورت پر موتیوں کا ہار کیا پھبے گا؟

اپنے خیال میں یوں آرہا ہے کہ نااہل سے وہ لوگ مراد ہیں کہ علمِ قرآن کی نعمت عطا فرمائی جاوے اور وہ قدر نہ سمجھیں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک عطا فرمایا اور وہ قدر نہ کرے تو بس ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ خنزیر کی ہے۔ حقیقت میں سوچ کے دیکھ لیجیے کہ یہ قرآن پاک کیا شے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کے لانے والے ہیں اور حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس نعمت کا کوئی مول نہیں۔ اتنی بڑی نعمت پر قدر دانی نہ کرنا بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ کسی بزرگ کا شعر ہے:

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حقیقت میں یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دونوں جہان دے کر بھی سستا ہے۔ سمجھتے بھی ہو کہ جس سینے میں قرآن

شریف بھرا ہو وہ کس سینے کے مشابہ ہے؟ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے مشابہ ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہو اسے چاہیے کہ تمام دنیا سے مستغنی ہو جائے اگر وہ پانچ دس روپے آمدنی والوں کا محتاج بنا رہے تو یہ ناقدر دانی ہے۔ جو کوئی اس نعمت کو لے اُس کو فقر و فاقہ پر قناعت کرنا چاہیے اس کو طالبِ دنیا نہ بننا چاہیے۔ اُس کی یہ شان ہو کہ اس نعمت کو لے کر دنیا و مافیہا سے مستغنی ہو جائے۔ کیا اس کی یہ قیمت ہے کہ پانچ پانچ دس دس روپیہ کی تنخواہ پر اس نعمت کو بیچتا پھرے۔ اگر کوئی تمام دنیا کی سلطنت کسی کو قرآن کے بدلے میں دینا چاہے تو قدر یہ ہے کہ وہ تھوک دے اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ تم کو ٹکڑا نہ ملے۔ فقر و فاقہ کرو اور اس پر شاد رہو۔ جتنی نعمت کسی کو دی جاتی ہے اتنا ہی بوجھ اٹھانا ہوتا ہے۔ سپاہی پر بار ہو گا سپاہی، کا اور وزیر پر بار ہو گا وزیر کا۔ تو جب تم کو سینہ مشابہ سینۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملا ہے تو خدمت بھی اتنی ہی کرنی ہو گی اور خدمت یہ ہے کہ جو نعمت تم کو ملی ہے وہ دوسروں کو پہنچاؤ اور اس کی اشاعت کرو۔

دنیا کی نظروں میں شیخ، سید، پٹھان کو شریف سمجھتے ہیں اور تیلی، جولاہے کو ذرا رذیل۔ لیکن حق تعالیٰ کے یہاں شرافت شیخ، سید ہونے پر نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے، (دنیا کے اندر شریف وہ ہے) جو قرآن سیکھنے اور سکھانے والا ہو۔ یہ قرآن پاک اتنی نعمت ہے کہ اس کا سیکھنے اور سکھانے والا اللہ کے نزدیک دنیا میں سب سے بہتر اور سب سے شریف ہو جاتا ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ اس کو سکھاوے اور پھیلاوے، سکھانے کی صورت یہ ہے کہ اِس قرآن پاک کا بدلہ دس یا پانچ یا پچاس تو کیا ہو سکتے ہیں دنیا اور آخرت بھی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی اس بنیاد پر سکھائے کہ یہ دس پانچ روپیہ اُس کا عوض ہے، تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ وہ بھنگی کی نوکری کر لے اور پاخانہ اٹھاوے، آج کل اکثر طبیعتوں میں یہی ہے۔ ہم کیوں کوشش نہ کریں کہ حق تعالیٰ ہمارے قلوب سے یہ نکال دیں۔ اب یہ حالت ہے کہ محنت کر کے قرآن حفظ کیا ہے اور دس پانچ کی نوکری تلاش کرتے ہیں۔ بعض مُردوں پر پڑھتے ہیں یا رمضان میں سناتے ہیں، وہاں سے دس پانچ کا منافع ہو جاتا ہے۔ خیال کرلو کہ کس درجہ کا ذلیل ہے یہ شخص۔

دنیا کی عزت اور آخرت کی عزت اس میں ہے کہ فقر و فاقہ پر قناعت کرو اور اللہ کے واسطے اس کی اشاعت کرو کہ کسی طرح لوگوں کو پہنچ جائے۔ دنیا اور اہلِ دنیا اس کے مخالف ہیں۔ یہاں تک اثر ہے کہ مقتداؤں کا یہ خیال ہے کہ کیا قرآن پڑھا کر مسجد کا مُلّا بنانا ہے؟

مجھے یاد ہے کہ پانی پت میں مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی خدمت میں، میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر کسی نے رائے پور کا ذکر کیا کہ اس طرح رائے پور میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اس کو سن کر حضرت کو مسرّت ہوئی اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ کبھی تو پانی پت میں یہ حالت تھی۔ لیکن جب سے یہ مُجھلے (مدرسے) ہوئے ہیں، قرآنی تعلیم اٹھ گئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مولوی عبدالسلام صاحب نے اس سلسلے کو جاری کر رکھا ہے۔ اب ہم اس زمانے میں ہیں کہ کوئی شخص بڑے لوگوں میں سے اس کا مددگار نہیں۔ غیر مذہب بھی اور اہلِ مذہب بھی سب کے سب مخالف نظر آتے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ جولوگ حدیث وفقہ پڑھ رہے ہیں وہ بڑا کام کر رہے ہیں۔ سوچنے کی یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکان بناوے خواہ دومنزلہ چار منزلہ یا پانچ سات منزلہ کتنا ہی بلند لے جاوے، کیسی ہی زیب وزینت کرے، شیشہ آلات وقنادیل لگاوے، گوظاہر بین کو یہ مکان اچھا معلوم ہو۔ لیکن سوچنے والا جانتا ہے کہ اگر بنیاد قائم ہے تو سب زینت قائم ہے۔ اسی طرح جتنے علوم قرآنی ہیں، وہ سب قرآن پر ہی قائم ہیں۔ ان الفاظِ قرآن ہی کی بدولت سارے علوم قائم ہیں۔ اگر یہ الفاظ نہ رہیں تو سارے کے سارے دیکھتے رہ جائیں۔ گو ہماری نظروں میں یہ تھوڑا کام ہے لیکن اگر خدا نخواستہ یہ الفاظ نہ رہیں تو تمام علوم منہدم ہو جاویں۔ یہی وجہ ہے کہ تورات وانجیل کا پتہ نہیں۔ کیونکہ ترجمہ ہو کر اصل کا خیال نہیں رکھا گیا۔ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ الفاظِ قرآنی نہیں رہیں گے۔ یہ الفاظِ قرآن بنیاد ہیں سب علوم کے۔ اس لیے شکر اس نعمت کا یہ ہے کہ تم فاقہ سے مرو لیکن اس کو پھیلاؤ۔ البتہ اگر اس نعمت کو اپنے دل کے اندر لے لے اور قرآن پاک کا قدر دان ہو تو ہرگز کسی کی کوڑی پیسہ کی طرف توجہ نہ کرے۔ اپنی کسی حاجت کو کسی کے آگے نہیں لے جانا چاہیے۔ اپنی نیت کو درست کر لو کہ محض اللہ کی رضا اُس کی قیمت ہے۔ اسی واسطے جنت کے اندر جنتیوں کو جب سب نعمتیں مل جاویں گی اور جو چاہے گا سب مہیّا ہو جائے گا، اُس وقت سوال ہوگا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ دس روپیہ کی آمدنی والا بیس روپیہ کو اور ہزار والا دو ہزار کو زیادہ سمجھتا ہے۔ سب کے سب یہ کہیں گے کہ خداوند ہم کو سب کچھ عطا فرمایا، اب اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی۔ اس پر حکم ہوگا کہ ہم تم سے راضی ہو گئے اب کبھی ناراض نہ ہوں گے۔ اس حکم کو سن کر اہلِ جنت کی حالت ہی اور ہو جائے گی اور اُن کو ایسی خوشی ہوگی کہ پہلی نعمتوں کو ہیچ سمجھیں گے۔ سو اس نعمتِ قرآن کا بدلہ سو دوسو روپیہ نہیں ہے اس کا بدلہ اگر ہے تو رضائے حق تعالیٰ ہے۔

قرآن کا پھیلانا تعلیم کا پھیلانا اسی امید پر ہو کہ اللہ راضی ہو جاوے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اگر بھوک کی وجہ سے مرنا ہوتا تو بادشاہ نہ مرتے۔ فقر وفاقہ کی وجہ سے نہ امیر مرتے ہیں نہ فقیر مرتے ہیں وقت پر سب کی موت ہوتی ہے۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ راحت وتکلیف سب فانی ہیں۔ مرنا اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ نہ بادشاہ کو اس کی سلطنت کارآمد ہو سکتی ہے اور نہ فقیر کو اس کا فاقہ، البتہ ایک فرق ہے جس نے فقر وفاقہ کی تکلیف کو اٹھایا اور قرآن پاک کی تعلیم کو پھیلایا، اُس کے لیے سب نعمتیں موجود ہیں۔ تکلیف تو سب مٹ جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے نعمت اور سلطنت مل جاتی ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے واسطے پڑھاتے ہیں اور پانچ روپیہ میں گزارہ کر سکتے ہیں۔ جہاں دوسرے نے سات روپیہ کی امید دلائی فوراً چھوڑ بھاگے۔ اور دو روپیہ کی خاطر اتنا بھی نہیں ہوتا کہ اتنے دنوں میں یہ کام چلا ہے اب اس کا یہ انجام ہوگا ''بِئسَ الْعَبْدُ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ'' (روپیہ پیسہ کا بندہ بھی کس قدر بُرا بندہ ہے، مفہوم حدیث) البتہ اگر کوئی اور امر دینی حارج ہو تو خیر مضائقہ نہیں ہے۔ کام تو اللہ کے واسطے کریں اور اس کی رضا مندی کے واسطے۔ اب اللہ تعالیٰ اگر بندوں کے ذریعے روزی پہنچاویں تو یہ اس کا انعام ہے اس کو تنخواہ نہ سمجھو۔ جیسے مجاہد اللہ کے واسطے جان دیتا ہے

اورشہید ہوتا ہے۔لیکن اگر شہادت نہ بھی ہو بلکہ غنیمت مل جاوے تو بھی غازی ہوتا ہے۔لیکن اگر غنیمت کی ہوس میں جہاد کرتا ہے تو شہادت نہیں ہوتی۔اس لیے اخلاص کو قلوب میں جمالیں اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور قلب کو اس طرف لگالیتا ہے پھر وہ کیوں کرنا امید ہوسکتا ہے۔اخلاص ہونا ضروری ہے۔بلا اس اخلاص کے وہی مثال ہے جیسا کہ خنزیر اور موتیوں کے ہار کی۔ضرور خداوند کریم روزی دیں گے اور قرآن مجید کا معجزہ ہے۔جو قرآن مجید کا قدردان نہیں ہوتا وہ ذلیل ہوتا ہے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ اور جس کو دنیا طلبی مقصود نہیں ہوتی وہ خداوند کریم کے نزدیک دنیا میں بھی ممتاز ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی۔اور اللہ چاہے اس کو فقر و فاقہ آتا ہی نہیں، جنھیں تم محتاج دیکھتے ہو اُن کو قدر ہی نہیں۔اوّل بات تو یہ عرض کرنی تھی۔

دوسری یہ ہے کہ جب آپ نے سمجھ لیا اور ارادہ کرلیا تو قلب کو اطمینان ہو جاوے گا۔اور پھر اگر کوئی بات ایسی نصیحت کی کہے جو کام میں مدد دے وہ قبول کرنا آسان ہوگا۔اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اچھی بات کو اہلِ فہم اس طرح تلاش کرلیتا ہے جیسے کوئی کھوئی چیز کی تلاش میں پریشان ہوتا ہے اور جب مل جاتی ہے تو جھٹ قبول کرلیتا ہے۔

آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ بحمداللہ تعالیٰ آپ سب صاحبان کی نہ ذاتی غرض ہے اور نہ کارکنان کی۔کسی قسم کی وجاہت اور نفع دنیاوی نہیں ہے۔محض یہی غرض ہے کہ قرآنِ پاک کی حفاظت بہت زور کے ساتھ کی جاوے۔اس کے الفاظ کی حفاظت میں کوشش درکار ہے۔جب سب کا یہی مدعا ہے تو سب کو مل کر سعی کرنی چاہیے کہ کون سے طریقے ہیں جن سے حفاظت میں سہولت ہو۔مولوی نور محمد صاحب نے جو یہ ہمت باندھی ہے کہ اس کی تعلیم میں جو نقص ہوں، اس کی اصلاح کریں، اس کی اصلاح کے قاعدے خود اُن کی زبان سے سن لیں اور عمل کریں۔

اس میں تین قسم کے لوگ نکلیں گے۔اوّل جو صاحب نصاب پر قادر اور طرزِ تعلیم سے واقف ہیں، اُن کے واسطے کسی قسم کی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔وہ مولوی صاحب سے زبانی تبادلۂ خیالات کرلیں۔دوم جو صاحب نصاب پر قادر ہیں لیکن طرزِ تعلیم سے واقف نہیں ہیں، اُن کو مہینہ بیس دن قیام کر کے اس کمی کو پورا کرنا چاہیے۔تیسرے جو صاحب نہ نصاب پر قادر ہیں اور نہ طرزِ تعلیم سے واقف ہیں ان کو البتہ ذرا عرصہ تک ٹھہر کر سیکھنے کی ضرورت ہے اور اس عرصہ کی تعیین بھی نہیں ہوسکتی۔جتنی دیر میں کوئی صاحب اپنی کمی کو پورا کرسکیں۔اور یہاں ٹھہرنے میں اُن صاحبوں کو ان شاءاللہ تعالیٰ کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہوگی۔اگر کسی قسم کی تکلیف ہو بھی تو اس نعمت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

کیونکہ حقیقت میں تمام دنیا مفلس ہے اور نعمت سے مالا مال اور بادشاہ بن کر وہ جاتا ہے جو قرآن پاک کی قدر کرتا ہے۔بس مجھے تو اتنا ہی عرض کرنا تھا، اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص دیں اور اپنے قرآن پاک کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہمیں تلقین فرمائیں۔فقط

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہیدِ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''یہ مال عمر کا ہے نہ عمر کے باپ کا'' امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عیسائی راہب کے ایک تحریری وثیقہ پیش کرنے پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ بیت المقدس فتح ہو چکا تھا۔ مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاتحِ مصر کی قیادت میں کئی ماہ جاری رکھا تھا۔ پھر سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ اہل بیت المقدس نے تنگ آکر مسلمانوں کے سالار کو پیغام بھیجا کہ ''جو شخص بیت المقدس کو فتح کرے گا ہم اسے اچھی طرح پہچانتے ہیں، اس کی نشانیاں، اُس کا حلیہ سب ہماری آسمانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے...... اگر تم وہ شخص ہمیں دکھا دو اور اپنی کتابوں کے مطابق ہم اسے پہچان لیں تو ہم بغیر لڑائی شہر تمہارے حوالے کر دیں گے۔''

خلیفۂ راشد، مرادِ رسول امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بات پہنچائی گئی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ ''اگر خون خرابے اور قتل مشرکین کے بغیر ہی اس مقدس شہر پر پرچمِ اسلام لہرا سکتا ہے تو سفر کی صعوبتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔''

المختصر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پہنچے۔ مشرکین اہلِ کتاب نے کتاب کھولی۔ تمام علامات من وعن موجود پائیں۔ کہنے لگے ''ھٰذا ھو'' (یہی وہ فاتح شخصیت ہیں) اور شہر پناہ کا پھاٹک کھول دیا...... اسی موقعہ پر کچھ بعد ایک عیسائی عالم راہب حاضر ہوا اور امیر المؤمنین کی خدمت میں ایک تحریر پیش کی۔ اسی تحریر کو پڑھ کر امیر المؤمنین نے یہ تاریخی فقرہ بولا، جو اوپر درج ہے۔ ''یہ مال نہ عمر کا ہے نہ عمر کے باپ کا''

ساتھ بیٹھے لوگ حیرت میں گم تھے اور ابن خطاب کے تو بیسیوں واقعات ایسے ہیں جو اہلِ علم وفہم، اصحابِ جہد و جہاد کو حیران کر دیا کرتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''عمر کو کچھ نہ کہو، یہ حیرت واستعجاب میں ڈالنے والی اپنی ہر بات کا جواب رکھتے ہیں۔''

امیر المؤمنین نے ساتھی مجاہدین کو بتایا:

ظہورِ اسلام سے پہلے میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام پہنچا۔ پھر قافلہ واپس روانہ ہوا مگر میری کوئی ضروری چیز رہ گئی تھی، میں اسے لینے کے لیے چلا گیا۔ واپس آیا تو قافلہ جا چکا تھا، ایک پادری مجھے اپنے ساتھ گرجا میں لے گیا اور پردیسی سمجھ کر ایک پھاوڑا اور ٹوکری میرے حوالے کی۔ اور مٹی کا ایک ڈھیر دکھا کر مجھے دوسری جگہ ڈالنے کا حکم دیا۔ وہ گرجا کا دروازہ بند کر کے چلا گیا، میں کوئی اس کا غلام تو تھا نہیں۔ وہ دوپہر کو واپس آیا تو مٹی وہیں کی وہیں پڑی تھی۔ اُس

نے غصے میں آ کر میرے سر پر مکّا مارا، جواب میں، میں نے اُس کے سر پر پھاوڑا مار دیا جس سے اس کا بھیجا نکل آیا۔ میں وہاں سے چل دیا، بقیہ دن اور پوری رات چلتا رہا۔ اگلی صبح ایک گرجا گھر کے سامنے آرام کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ سامنے موجود شخص اندر سے نکلا، اس نے مجھے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا، میرے لیے کھانا اور پانی لایا پھر کہنے لگا ''اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ آج روئے زمین پر مجھ سے بڑا عالمِ کتب ربّانی کوئی نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں آپ وہی شخص ہیں جو ہمیں اس گرجا سے نکالیں گے۔ آپ اس گرجا کو میرے نام واگزار لکھ دیجیے۔ مجھے یہ تحریر کر دیجیے۔ میں نے کہا آپ نے مجھے کھانا کھلایا ہے۔ مجھ پر احسان کیا ہے۔ اب میرے ساتھ تمسخر نہ کیجیے۔ مگر وہ نہ مانا۔ آخر میں نے اسے یہ تحریر لکھ دی...... آج اسی تحریر کو لے کر حاضر ہوا ہے۔ کہتا ہے:

''اپنا وعدہ پورا کیجیے۔''

میں نے جواب دیا ہے کہ:

''یہ مال نہ میرا ہے، نہ میرے باپ کا، میں تجھے کیسے دے سکتا ہوں۔'' (ازالۃ الخفاء بحوالہ ابن عساکر و دینوری)

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریش مکہ کی زائد از دو درجن شاخوں میں سے عدی بن کعب کی اولاد میں سے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے بہنوئی اور چچازاد بھائی کے بیٹے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن فضیل کے ساتھ عشرہ مبشرہ کی سعادت و بشارت پائی ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں دادا میں ہم جدّ رسول بن جاتے ہیں۔

ایک دن بُت خانے میں سو رہے تھے کہ ایک بت پر قربانی چڑھائی گئی، بُت کے اندر سے آواز آئی:

''اے جلیح! ایک فصیح البیان کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ'' یہ آواز سن کر سب لوگ بھاگ گئے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں کھڑا رہا۔ دوبارہ وہی آواز آئی...... اس واقعہ کے کچھ دن بعد چرچا ہوا کہ ''یہ نبی ہیں'' کچھ دنوں بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم کعبہ میں دوران نماز سورت ''الحاقہ'' پڑھتے سنا۔ جس میں قیامت اور حشر و نشر کا مؤثر بیان ہے۔ دل پر ایک خاص اثر ہوا، فرماتے ہیں:

''وَقَعَ الْاِسْلَامُ فِیْ قَلْبِیْ کُلَّ مَوْقِعٍ'' اسلام پوری طرح میرے دل میں بیٹھ گیا۔ مگر ''سہج پکے سو میٹھا ہو'' اسلام کا اعلان نہیں کیا۔ اس کے بعد سرداران قریش ابوجہل وغیرہ نے دارالندوہ میں میٹنگ بلائی کہ اس نئے دینِ اسلام اور اس میں داخل ہونے والے لوگوں کا کیا کیا جائے؟ طے یہ ہوا کہ داعیٔ اسلام سرورِ دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مگر اس مشکل قرارداد پر عمل کی کیا صورت ہو؟

اُدھر دو دن پہلے بارگاہِ رب العالمین میں خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ عزت اسلام کے لیے ابن خطاب کو نامزد کر کے دعا کے لیے اٹھ چکے تھے۔ اب خطّاب کا بیٹا نہایت اعتماد کے ساتھ اُٹھا اور کہنے لگا:

''یہ بڑا کام میرے ذمہ کر دیا جائے۔''

سب سرداروں نے بہ نظرِ تحسین دیکھا اور کہا کہ ہاں اس جبلِ عزیمت کو سَر کرنا تمہارے ہی مقدر میں ہے۔

عمر بن خطّاب اٹھے اور سید الانبیاء کے گھر کا رُخ کیا۔ بیتِ نور کچھ دور تو نہیں تھا مگر اس سے پہلے ہی چند قدم پر ایک نوجوان نعیم بن عبداللہ نے کانٹا بدل دیا۔ ''عمر! پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہنوئی اور بہن کلمہ توحید پڑھ چکے ہیں۔'' بہن کے گھر پہنچے، بہنوئی کو مار پیٹ کیا، بہن چھڑانے آئی، اُس پر بھی ہاتھ اٹھایا۔ مگر شیرنی گرجی ''عمر تو جس خطّاب کا بیٹا ہے میں بھی اُسی کی لختِ جگر ہوں، جان جاسکتی ہے، ہم ایمان نہیں چھوڑ سکتے۔'' پھر شیرنی جیت گئی...... شاعر نے نقشہ کھینچا

نمی دانی کہ سوز قراءت تو دگرگوں کرد تقدیر عمر را

سیدہ اُمِّ جمیل فاطمہ بنت خطّاب چند لمحے پہلے سورت طٰہٰ کی ابتدائی آیات سیکھ رہی تھیں، عمر کی نظر مقدس آیات پر پڑی۔ لکھا تھا:

''اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ''

بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اِلٰہ، کوئی مالک ومختار، کوئی معبود ومسجود ومقصود نہیں تو میری بندگی کرلے۔

سورۂ حدید میں اللہ نے لوہے کی تعریف کی ہے اگر لوہا خالص ہو تو مقناطیس اُسے کھینچ ہی لیتا ہے...... نبی کی دعا، بہن کی دعوت اور آیت کریمہ کی گرفت نے ابن خطّاب کے دل ودماغ کو اب کسی دوسرے کا نہ رہنے دیا تھا۔ قدموں کو اٹھانا محال ہوگیا تھا مگر گرتے پڑتے مدرسۂ حق ''دارِارقم'' سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آپہنچے۔ ایمان قبول کیا، اسلام کا اعلان کیا۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر بلند فرمائی جس کی تائید میں ۴۰ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ مشرک سردارانِ قریش کسی خوش خبری کے انتظار میں تھے، اُن پر سوگ کا عالم طاری ہوگیا۔ حمزہ وعمر رضی اللہ عنہما کی قیادت اور خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ۴۰ اہل توحید نے حرم کعبہ میں پہلی باجماعت نماز ادا کی۔ حرم کعبہ سے متصل بڑے پہاڑ نے ابنِ خطّاب کو مرحبا کہا۔ فاروق اعظم نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر نعرۂ توحید بلند کیا تاکہ جن لوگوں کو ابھی تک اسلامِ عمر کی خبر نہیں پہنچی اُن تک ندائے عمر پہنچ جائے...... یہ پہاڑ اسی دن سے جبلِ عمر کے نام سے مفتخر ہوگیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ داخلِ اسلام ہوئے تو چالیسویں نمبر پر تھے۔ جرأت واستقامت، دینی خدمات اور توجّہاتِ نبوی سے فیض پاکر مومنِ اوّل بلافصل خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر کے سوا سب صحابہ کو پیچھے چھوڑ گئے یعنی ثانی رسول کے ثانی بن گئے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا:

''یارسول اللہ! آج رات بہت تاریک ہے۔ بے شمار ستارے چھوٹے بڑے نظر آرہے ہیں اور بے شمار ایسے ہیں جو نظر نہیں آرہے۔ یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا مؤمن بھی ہے جس کی نیکیاں ان ستاروں جتنی ہوں۔''

ارشاد سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا:

''ہاں یہی ابن خطّاب کی نیکیاں اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔''

اُمّ المؤمنین مغموم ہو گئیں ''تو پھر میرے والد''؟

فرمایا:

''عائشہ! عمر کی عمر بھر کی نیکیاں تیرے باپ (صدیق اکبر) کی غارِ ثور والی راتوں میں سے ایک رات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔'' (الحدیث)

ہاں یہی ابنِ خطّاب جب امیر المؤمنین بنے تو ہوا کے دوش پر ساریہ کو میدانِ جہاد میں ہدایات دے کر فتح کی راہ دکھا رہے ہیں۔ زمین پر زلزلہ آیا تو دُرّہ مار کر زمین کو ڈانٹ رہے ہیں ''اَلَمْ اَعْدِلُ عَلَیْکِ'' کیا میں نے تجھ پر عدل قائم نہیں کیا۔ زمین تھم گئی اور پھر آج تک مدینہ میں زلزلہ نہیں آیا۔ پہاڑ سے آگ نکلی تو اپنی چادر دے کر اپنے ساتھی تمیم داری کو آگ ہٹانے کا حکم فرما رہے ہیں اور تمیم داری اس چادر کی جھپٹ سے آگ کو واپس کر رہے ہیں پھر آج تک وہاں لاوا نہیں نکلا۔ دریائے نیل کو جاری نہ ہونے پر ایک خط لکھ کر دھمکا رہے ہیں کہ اسے سارے نخرے بھول گئے۔ آج تک اس کا پانی رکا نہیں۔ وہ اسلامیانِ مصر و سوڈان کی خدمت میں آج بھی سر گرداں ہے۔

آگ، پانی، مٹی اور ہوا تمام عناصر پر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی حکمرانی ہے اور کیوں نہ ہوتی کہ علمائے یہود و نصاریٰ بھی ان کا نام ونسب اور صفات و کردار اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے۔

اسی کا اعلان قرآن نے بھی کیا کہ اصحابِ نبی خصوصاً کبار صحابہ کا مبارک ذکر اور ان کی مبارک امثال تورات و انجیل میں دی جا چکی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جو قرآن عظیم الشان پر ایمان رکھتے ہیں۔

یہ جب تک محفل کون و مکان زندہ رہے گی
زمانے میں عمر کی داستاں زندہ رہے گی

☆☆☆

آیت ولایت اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اہل تشیع نے سورۃ المائدۃ کی تین آیات (۳، ۵۵، ۶۷) سے اپنے مزعومہ ائمہ کی امامت وخلافت پر استدلال کیا۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں آیات کے تحت ان کے استدلال کی ترتیب کے پیش نظر یہاں بھی اسی ترتیب کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ان کے امام اعظم شیخ حلی نے ''منهاج الكرامة'' میں آیت ولایت ۶۷ کے بعد آیت تبلیغ ۵۵ سے استدلال کیا ہے جبکہ مشہور شیعہ سکالر سید مرتضیٰ حسین فاضل نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ میں آیت تبلیغ ۵۵ کے بعد آیت اکمال دین کو اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کیا ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○ (المائدہ آیت ۵۵)

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایمان والے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور ہر حال میں وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔

تفسیر صافی ص ۱۳۷ پر اس آیت کی تفسیر میں مختلف روایات درج ہیں۔ ایک روایت کافی کے حوالے سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؑ کے بدن پر ایک حلہ تھا جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آنحضرت کو بطور ہدیہ دیا ہوا تھا اور آپؐ نے اسے حضرت علیؑ کو عطا فرما دیا تھا۔ آپؑ دو رکعت پڑھ کر حالت رکوع میں تھے کہ ایک سوالی نے آ کر کہا ''السلام علیک یا ولی اللّٰہ و اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم'' مجھ مسکین کو کچھ صدقہ دیجئے۔ پس آپؑ نے وہ حلہ اتار پھینکا اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اسے اٹھالو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وہ سائل اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ تھا۔

اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس یہودیوں کے کچھ لوگ تھے جن میں عبداللہ بن سلام بھی تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آنحضرتؐ اٹھ کر مسجد کی طرف گئے سامنے سائل آ گیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا کسی نے تمہیں کچھ دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے دیا ہے۔ آنحضرتؐ

نے دیکھا تو وہ حضرت امیرالمؤمنینؑ تھے۔

نیز عامہؔ اور خاصہ نے اور جمہور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ آپؑ نے حالت رکوع میں ایک سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی۔بعض روایات میں حلہ کا عطا کرنا آیا ہے اور بعض میں انگوٹھی۔صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان روایات میں منافات نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ حالت رکوع میں حلہ دیا ہو اور دوسری بار انگوٹھی۔اور آیۃ ولایت دوسری بار عطا کرنے پر نازل ہوئی ہو۔

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی ولایت اور خلافت کا اعلان فرمایا ہے''

(القرآن المبین ۔تفسیر المتقین ص ۱۵۱ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

شیعہ مترجم سید فرمان علی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت باتفاق مفسرین شیعہ، سنی، موافق، مخالف حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔اور اس سے تصریحی طور پر حضرت علیؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت وواضح ہوتا ہے جب آپؑ نے حالت رکوع میں سائل کو انگشتری دی۔

(القرآن الحکیم ص ۱۳۹ ترجمہ وتفسیر از سید فرمان علی مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

اس طرح مذکورہ شیعی تفسیر سے حسب ذیل امور واضح ہوئے:

(۱)　شیعہ، سنی مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

(۲)　آیت میں ولی کا لفظ بمعنی حاکم آیا ہے۔جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت کا منصوص ہونا ثابت ہوا۔

(۳)　حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحالت رکوع ایک انگوٹھی بطور زکوٰۃ ادا کی تھی۔

(۴)　زکوٰۃ وصول کرنے والا سائل ایک فرشتہ تھا۔

زیرِ بحث آیت سے ان امور پر استدلال بالکل ہی غلط اور باطل ہے۔ذیل میں ان دعووں اور امور کا مختصر تجزیہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

اہل تشیع کا یہ دعویٰ کہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے سراسر بے بنیاد، کذب صریح اور باطل ہے۔البتہ اہلِ تفسیر کا اس بات پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

قطع نظر سنی مفسرین کے خود اہل تشیع کا بھی اجماع ثابت نہیں ہے۔ابوبکر نقاش جو ان کے ہاں کی مشہور تفسیر کے مصنف ہیں جناب ابوجعفر محمد باقرؒ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ:

نَزَلَتْ فِی الْمُهَاجِرِیْنَ وَالاَنْصَارِ. یہ آیت مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔کسی

کہنے والے نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی تو ان ہی میں سے تھے۔

یہ روایت آیت کے الفاظ **الذین، یقیمون، یؤتون، راکعون** (جو بصیغۂ جمع استعمال ہوئے ہیں) کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے اور ان جمع کے صیغوں سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مراد لینا مجازاً ہوسکتا ہے جو بغیر کسی ضرورت اور قرینہ کے ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں اس مجاز کے لیے نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی قرینہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ مفسرین کی ایک جماعت نے بروایت عکرمہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور پچھلی آیت سے (جو مرتدین کے بارے میں ہے) اس آیت کا ربط بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے علاوہ ازیں شیعہ کی مستدل یہ روایت (جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ زیر بحث آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے ہی بحالت رکوع زکوٰۃ میں انگوٹھی دی تھی) ثعلبی سے مروی ہے۔

ثعلبی کی تفسیر موضوعات کا طومار ہے۔ ثعلبی اور اس کا شاگرد واحدی دونوں محدثین کے نزدیک حاطب لیل (رات کا لکڑہارا جو خشک وتر میں تمیز کیے بغیر ہر قسم کی لکڑیاں جمع کرتا ہے) تھے۔ ثعلبی تفسیری روایات کلبی سے لیتا ہے۔

قاضی شمس الدین ابن خلکان کہتے ہیں کہ کلبی عبداللہ بن سبا کے اصحاب میں سے تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا میں واپس آئیں گے۔ کبھی ثعلبی کے ساتھ محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت ضم کی جاتی ہے وہ بھی ایک جھوٹا، کذاب وضاع رافضی تھا۔

صاحب لباب التفسیر روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اپنے یہودی حلیفوں اور ابن ابی ایسے منافقین سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔ یہ قول اس سے پہلے والی آیت سے بھی پوری مناسبت رکھتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ. (المائدہ ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ

مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ زیر بحث آیت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کے پورے قبیلے نے ان کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور اس کے بارے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (اِنَّ قَوْمُنَا هَجَرُوْنَا) ہماری قوم نے ہمیں چھوڑ دیا ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور قواعد فن حدیث کی رو سے یہ قول بہ نسبت دوسرے تمام اقوال کے زیادہ صحیح ہے۔

مزید برآں علی بن ابی طلحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ

انہوں نے فرمایا:

''سب مومن و مسلم اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔''

بہر حال یہ اصول مسلمہ ہے کہ سبب نزول کی تخصیص سے آیت کے عموم میں تخصیص نہیں ہوا کرتی۔

اس تفصیل سے اہل تشیع کا دعویٰ اجماع (کہ زیر بحث آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے) باطل ثابت ہوگیا ہے۔

اہل تشیع کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ

زیر بحث آیت میں ولی کا لفظ بمعنی حاکم استعمال ہوا ہے۔

ان کا یہ دعویٰ بھی باطل ہے کیونکہ لغت عرب ولی بمعنی حاکم سے نا آشنا ہے البتہ لفظ والی بمعنی حاکم استعمال ہوتا ہے۔ زیر بحث آیت کے علاوہ اہل تشیع بھی شاید ولی سے حاکم مراد نہیں لیتے ہوں گے۔ جس کی واضح مثال کلمہ اور اذان میں ان کا اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ کہنا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی ولی کا معنی اگر حاکم کیا جائے تو اس کا یہ معنی ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ کے حاکم ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ:

الولاء والتوالی کے اصل معنی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح یکے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے جو ان میں سے نہ ہو۔ پھر استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ خواہ وہ قرب بلحاظ مکان یا نسب اور یا بلحاظ دین اور دوستی یا نصرت کے ہو اور یا بلحاظ اعتقاد کے۔

اَلوِلایَۃُ (بکسر الواؤ) کے معنی نصرت اور وَلایَۃ (بفتح الواؤ) کے معنی کسی کام کا متولی ہونے کے ہیں۔

(مفردات القرآن اردو ص ۹۹۶ تحت ول ی)

ولایت (بفتح واؤ) سے صفت مشبہ والی آتا ہے۔ یہ حاکم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ولایت (بکسر الواؤ) سے صفت مشبہ ولی آتا ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہوتے ہیں۔

بہر حال ولی کا معنی حاکم نہ لغوی طور پر صحیح ہے اور نہ ہی آیت کے سیاق سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

جبکہ ولی کا معنی دوست اور ناصر لغوی طور پر بھی صحیح ہے اور قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر اسی معنی میں یہ لفظ آیا ہے اور خود زیر بحث آیت میں جمع کے صیغوں کے علاوہ سیاق آیت بھی اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ ولی کا معنی محبّ، دوست اور مددگار کے ہیں۔ امام یا اولی بالتصرف اس کا معنی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اہل تشیع کا یہ دعویٰ بھی باطل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چونکہ بحالت رکوع ایک انگوٹھی بطور زکوۃ ادا کی

تھی اس لیے وہ زیر بحث آیت کا مصداق ہیں۔

کیونکہ نماز کی حالت میں حلّہ اتارنا یا انگوٹھی اتار کر کسی کو دینا یقیناً عمل کثیر میں شمار ہوتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ عمل خشوع وخضوع کے بھی خلاف ہے جو نماز کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○ (المؤمنون آیت ۱ . ۲)

''یقیناً وہ مومن فلاح پا گئے ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔''

تفسیر صافی ص ۳۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ حالتِ نماز میں ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف نماز ہی کی طرف توجہ رہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم پر نماز میں خشوع اور خضوع لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت میں فرماتا ہے کہ: الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○ نیز آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنا جسمانی خشوع اپنے دل کے خشوع سے زیادہ ظاہر کیا تو اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک منافقت ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حالت نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا:

کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پر بھی خشوع کا اثر ہوتا۔

(القرآن المبین۔ تفسیر المتقین ص ۴۴۳۔ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ○ (البقرہ ۲۳۸)

''پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصا) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے (نماز میں) عاجزی کرتے ہوئے۔''

امام خمینی نماز میں خشوع وخضوع کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ودر حال نماز بیاد خدا خضوع وخشوع ووقار باشد ومتوجہ باشد کہ باچہ کسی سخن میگوید وخود را در مقابل عظمت وبزرگی خداوند عالم بسیار پست وناچیز بیند واگر انسان در موقع نماز کاملا بایں مطلب توجہ کند از خود بے خبر میشود'' (توضیح المسائل۔ مسائل نماز)

نماز کی حالت میں انسان خشوع وخضوع اور وقار اختیار کرے اور یہ سوچے کہ میں کس سے گفتگو کر رہا ہوں اپنے آپ کو انتہائی پست اور ناچیز جانے۔ اگر انسان نماز کی حالت میں پوری طرح اس تصور کو قائم رکھے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد موصوف حضرت علیؓ کے خشوع وخضوع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

چنانچہ در حال نماز تیر را از پائے مبارک امیر المؤمنین علیہ السلام بیروں کشیدند آنحضرت متوجہ نہ شدند۔ (حوالہ مذکور)

انتظامیہ

لوگوں نے حضرت امیر المؤمنین (حضرت علیؓ) کے مبارک پاؤں سے تیر کھینچ کر باہر نکالا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے لیکن آپ کو توجہ نہ ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی گداگر اپنی صدا سے حضرت علیؓ کی نماز میں خلل نہیں ڈال سکتا تھا اور نہ ہی ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکتا تھا لہٰذا نماز کی حالت میں حلہ اتار کر یا انگوٹھی انگلی سے نکال کر سائل کو بطور زکوٰۃ ادا کرنے کی روایت من گھڑت اور جھوٹی ہے۔ اگر بالفرض محال صحیح بھی ہو تو پھر بھی ایسی روایات احاد ہونے کی وجہ سے یقین کا فائدہ نہیں دیتیں۔ ایسی روایات کو قرآنی آیت کے ساتھ ملانے سے پورا مفہوم ظنی ہو جائے گا یقینی نہ رہے گا۔ حالانکہ عقائد کے لیے یقین معتبر ہوتا ہے۔

جبکہ اہل تشیع کی متدل روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔

امام ابن کثیر زیر بحث آیت کی تفسیر میں ان روایات کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وَلَيْسَ يَصِحُّ شَئٌ مِنْهَا لِضُعُفِ اَسَانِيْدِهَا وَجِهَالَةِ رِجَالِهَا (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۷۱)

''یعنی ان روایات کی اسناد کے ضعف اور راویوں کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔''

اگر بقول شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی توثیق و تحسین فرمائی ہے تو پھر بحالت نماز بالخصوص رکوع زکوٰۃ کی ادائیگی ہمیشہ کے لیے مستحسن اور قابل تعریف ہونی چاہیے تھی لیکن خود اہل تشیع بھی اس سنت پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ نہ یہ روایت صحیح ہے اور نہ ہی قرآنی آیت کا یہ مفہوم صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص نے بحالت رکوع زکوٰۃ ادا کی تھی ورنہ امت زکوٰۃ کی ادائیگی کے اس طریقے پر تواتر سے عمل کرتی چلی آتی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نزول آیت کے وقت صاحب نصاب تھے کیونکہ زکوٰۃ تو صاحب نصاب پر ہی ایک سال مکمل ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ پھر یہ سوال بھی توجہ طلب ہے کہ کیا سال دوسری رکعت کے رکوع میں پہنچتے ہی پورا ہو گیا تھا؟ پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر کیوں فرمائی تھی کہ زکوٰۃ ادا کیے بغیر ہی نماز میں شامل ہو گئے تھے؟ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فقر و فاقہ ضرب المثال ہے وہ صاحب نصاب ہی نہیں تھے کہ ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی تو پھر لامحالہ زکوٰۃ سے صدقہ نافلہ مراد لیا جائے گا اور ایسا مجازاً ہوگا۔ ظاہر ہے کہ بغیر کسی قوی قرینے کے زکوٰۃ سے نفلی صدقہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

اہل تشیع نے وَهُمْ رَاكِعُون میں واؤ کو حالیہ قرار دے کر یہ معنی کیے ہیں کہ (وہ زکوٰۃ دیتے ہیں) درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

انہوں نے وهم راكعون کو صرف يؤتون الزكوٰة کی ضمیر سے حال قرار دیا ہے جبکہ انہیں قاعدے کے مطابق دونوں جملوں يقيمون الصلوٰة اور يؤتون الزكوٰة کی ضمیر سے حال بنانا چاہیے تھا۔

یہاں واوَ حالیہ نہیں ہے بلکہ واوَ عاطفہ ہے۔ سورۃ بقرۃ میں ارشاد باری ہے کہ:

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارۡكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ۝ (البقرۃ ۴۳)

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

اس آیت میں بھی رکوع کا ذکر نماز سے الگ کیا گیا ہے اسی طرح آیت ولایت میں بھی **وھم راکعون** میں واوَ عاطفہ لا کر رکوع کا ذکر نماز سے الگ کیا گیا ہے نیز رکوع یہاں اپنے اصطلاحی مفہوم میں نہیں بلکہ عام لغوی مفہوم میں آیا ہے نیازمندی اور عاجزی اس لفظ کی اصل روح ہے۔ نماز میں رکوع درحقیقت آدمی کے دل کی اسی حالت کی تعبیر کی ایک عملی شکل ہے۔ یہاں اس قید کے لگانے سے مقصود نماز اور زکوٰۃ کی اصل روح کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اس لیے کہ جس طرح نماز اور زکوٰۃ کے بغیر ایمان بے معنی اور بے روح ہو کے رہ جاتا ہے اسی طرح دل کی نیازمندی اور عاجزی کے بغیر نماز اور زکوٰۃ جیسے فرائض بھی بالکل بے مقصد ہو کے رہ جاتے ہیں **وھم راکعون** کی قید نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اسلام میں جو نماز و زکوٰۃ مطلوب ہے وہ دل کی عاجزی و فروتنی کے ساتھ مطلوب ہے نہ کہ ریا، تکبر اور کراہت کے ساتھ۔

اہل تشیع کے مؤقف کے مطابق اگر امامت وخلافت کے لیے **ویؤتون الزکوٰۃ و ھم راکعون** کی صفت تسلیم کر لی جائے اور آیت کے آغاز میں **انما** کو حصر قرار دے دیا جائے تو پھر باقی گیارہ اماموں کی امامت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سے نہ تو کسی نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی تھی اور نہ ہی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کلمہ حصر **انما** آ جانے کے بعد امامت کی دوڑ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اہل تشیع کی تصریح کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سائل کو رکوع میں حلہ یا انگوٹھی بطور زکوٰۃ دی تھی وہ ایک فرشتہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زکوٰۃ بھی ایک ایسے سائل کو دی جو از روئے قرآن وحدیث وشریعت سرے سے مصارف زکوٰۃ وصدقات نافلہ میں شامل ہی نہیں تھا۔ دیگر اہل ایمان کی زکوٰۃ اور صدقات سے تو مسلمان ہی فائدہ اٹھاتے تھے لیکن حضرت علیؓ کی زکوٰۃ ایک غیر مستحق فرشتہ لے کر غائب ہو گیا۔ **فیاللعجب!**

وھاب فین
فلک الیکٹرک سٹور
گری گنج بازار، بہاول پور　پروپرائیٹر　فلک شیر　0312-6831122

مسلمانوں اور مرزائیوں کا اختلاف، اسلام اور کفر کی جنگ ہے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بعض عاقبت نا اندیش لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سُنّی وہابی کی طرح فروعی اختلافات ہیں۔ اس سلسلے میں گورنر بہادر، انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تعلیم دے چکے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ انگریز کے لیے اپنے خودکاشتہ پودے کی مخالفت ناقابل برداشت ہے اور ہم ان شاء اللہ اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر رہیں گے۔

مرزائیت کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ تیرہ سو سال سے عیسائیت کے جگر میں ایک کانٹا تھا جو کسی طرح نکلنے میں نہیں آتا تھا۔ وہ کانٹا یہ تھا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحدتِ ملّی اور مرکزیّت عطا ہوئی تھی وہ دنیا کی کسی قوم کو حاصل نہ تھی۔ عیسائیت چاہتی تھی کہ اسلام کی اس وحدت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اس کے لیے پنجاب میں مرزا قادیانی کو کھڑا کیا گیا۔ جس نے وحدتِ ملّی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کیا فروعی اختلافات ہیں کہ سچے نبی کے مقابلے میں جھوٹا نبی کھڑا کر دیا گیا، جبریل علیہ السلام کے مقابلے میں ٹیچی ٹیچی، مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں مدینۃ المسیح اور جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ بنا دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کا قادیانیوں سے بنیادی عقائد کا اختلاف ہے۔ یہ کفر اور اسلام کا مقابلہ ہے۔ حق اور باطل کی جنگ ہے۔ ان شاء اللہ حق کی فتح ہو گی۔

مرزا بشیر الدین نے پیش گوئی کی تھی کہ:

''چھے ماہ کے بعد مجلس احرار کا کام ختم ہو جائے گا اور یہ لوگ ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔''

میں بتانا چاہتا ہوں کہ:

''ہمارا کام تو اب شروع ہوا ہے۔ مرکزی شعبۂ تبلیغ مجلس احرارِ اسلام کو مضبوط کیا جائے گا۔
محلّہ، محلّہ شعبہ ہائے تبلیغ قائم کر دیے جائیں گے اور قادیان میں اپنی جگہ حاصل کر کے اپنا مدرسہ،
اپنی مسجد، اپنا سکول و کالج اور مہمان خانہ تیار ہو گا ان شاء اللہ

احرار تبلیغ کانفرنس (۱) قادیان میں میرے خطبے پر جس دفعہ ۱۵۳ کے تحت مقدمہ قائم کر کے مجھے گرفتار کیا گیا اس کی سزا زیادہ سے زیادہ صرف دو سال ہے۔ میرا جُرم یہ ہے کہ میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و غلام ہوں۔ اس جرم میں یہ سزا بہت کم ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر میں اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے شیروں اور چیتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا جائے تو بجرمِ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سزا کو میں خندہ پیشانی سے قبول کروں گا۔ واللہ میں اپنے آٹھ سالہ بیٹے عطاء المنعم کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔ مجلس احرارِ اسلام کے ہزاروں کارکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوّت کی حفاظت کے لیے اپنے بچوں کی جانیں نثار کردیں گے۔''

اقتباسِ خطاب:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ صدارت: مولانا عبدالغفار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد خیر الدین، امرتسر

۲۴/اپریل ۱۹۳۵

(حیات امیرِ شریعت، جاں باز مرزا، صفحہ: ۱۸۵۔۱۸۶)

(۱) منعقدہ ۲۱، ۲۲، ۲۳/اکتوبر ۱۹۳۴ء

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ترکِ قادیانیت کی داستان

قاری محمد آصف

اپنے واپس آنے کے متعلق کچھ باتیں میں یہاں ذکر کرتا ہوں۔ میں کیونکہ بہت اخلاص کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہوا تھا اور اپنی مقدور بھر تحقیق کے ساتھ ہی میں نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ اس لیے میں نے مرزا قادیانی کی اپنی کتب روحانی خزائن کا مکمل سیٹ حاصل کیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ مطالعہ کے دوران ایسی کئی باتیں سامنے آئیں جو مجھے ہضم نہ ہوتی تھیں۔ اور میں ان کی ٹھیک ٹھیک وضاحت چاہتا تھا۔ مثلاً وہ تحریریں جو اس نے دعویٰ کیا اس دعویٰ کے منافی پایا ہم متضاد یا الزامی جواب کے علاوہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہوتیں۔ اب میں ایسی تحریریں پڑھ کر پریشان ہوتا تھا اور مربیان سے سوال کرتا کہ یہ کیا ہے تو مختلف جواب ملتے کوئی کہتا کہ بار بار پڑھو بات خود ہی کھل جائے گی، کوئی کہتا کہ مسیح موعود یعنی مرزا صاحب پر ایمان میں استقامت کی دعا کرتے رہو۔

جو کتاب میں مطالعہ کرتا اس میں جو تحریر مجھے سمجھ نہ آتی پیدائشی احمدیوں سے سمجھنے کے لیے میں وہ کتاب اپنے تھیلے میں ساتھ رکھ لیتا اور مختلف احمدیوں سے اس کی وضاحت طلب کرتا۔ وہ اس کی غلط تاویلیں کرنے لگتے تو میں انہیں وہیں ٹوکتا ان سے کوئی جواب نہ بن پڑتا وہ کہتے کہ جماعت کے بڑے عہدیداران سے بات کریں۔ اسی سلسلہ میں ایک مبلغ سے جب بات شروع ہوئی تو اس نے سب سے پہلے ایک بات کہی کہ انبیاء کے کلام میں متشابہات بھی ہوتے ہیں، میں نے اسے کہا خدا کا خوف کرو کلامِ الٰہی میں یہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات نہیں چل سکتی کیونکہ مرزا صاحب نے ساری کتابیں اپنے ہاتھوں سے لکھیں ہیں اور ان کتابوں پر بھی تصانیف لکھا ہوا ہے۔

جب مرزا قادیانی کی اس طرح کی اوٹ پٹانگ اور عجیب وغریب بے تکی تحریروں کی وجہ سے میں پریشان تھا اور جماعت کے افراد کی طرف سے بھی کوئی اطمینان بخش جواب نہ پایا اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے مقامی ذمہ داران مجھ سے بات نہ کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ تو مجھے ایک دم یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ختم نبوت والوں نے مجھ سے بات چیت کرنا چھوڑ دی ہے تو کیا ہوا مجھے تلاش کرنے سے کوئی نہ کوئی عالم مل ہی جائے گا۔ مجھے پھر خواجہ ابوالکلام صدیقی صاحب یاد آئے کہ ان کے ساتھ میرا بہت پرانا تعلق تھا اور وہ بہت حوصلہ سے علمی اور تحقیقی گفتگو کرتے ہیں اور اگر ایک چھوٹے سے مسئلہ پر بھی گھنٹوں ان کا وقت لیا جائے تو وہ ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے۔ اور کئی کئی گھنٹے گفتگو کرنے کے بعد بھی اپنے مؤقف کو زبردستی منوانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ بڑے دھیمے انداز میں دلائل کے انبار لگائے چلے جاتے ہیں۔ اور اس

طرح خواجہ صاحب سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہوگیا، شروع میں وفات وحیات مسیح علیہ السلام پر بات کرتا رہا۔ لیکن ایک دن خواجہ صاحب نے ایک ترتیب بتائی کہ سب سے پہلے امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا احادیث میں جہاں جہاں ذکر آیا ہے وہ احادیث دیکھو، ان احادیث میں امام مہدی کے آنے کی علامات سامنے رکھو۔ اور پھر صرف ایک چیز دیکھو کہ ان تمام احادیث میں سے کسی ایک حدیث کے ذریعہ بھی دو شخصیات ایک بنتی ہیں، جب میں نے ان احادیث کو دیکھا تو جماعت کی تربیت کے مطابق میں ایک حدیث لے کر خواجہ صاحب کے پاس چلا گیا کہ یہ حدیث بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تمہاری قوم سے ہوگا۔ کہ یہ حدیث پیش کر کے جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس اُمّت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ تمہارے امام ہوں گے اور تم میں سے ہی ہوں گے۔ اب خواجہ صاحب نے اس پر توجہ دلائی کہ یہ حدیث غور سے پڑھو سب سے پہلے تو اس میں مریم کے بیٹے کے الفاظ آئے ہیں دوسری کوئی مسیح نہیں لیا جا سکتا کیوں کہ مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جن کے لیے اس حدیث میں بھی نُزُل کا لفظ موجود ہے۔ اور پھر اس حدیث کے اوپر اسی باب کی پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام جو مریم کے بیٹے ہیں آسمان سے اترنے کی بات موجود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی اور مسیح ایک شخص کے دو لقب نہیں بلکہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے جبکہ مرزا جی محض ایک ہیں اور دعویٰ دونوں رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب کے توجہ دلانے پر جب یہ حدیث بار بار پڑھی تو یہ بات کھلی کہ یہاں تو صاف صاف اس بات کا ذکر ہے کہ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے تو تمہارا امام یعنی امام مہدی تم میں موجود ہوگا۔ اب یہاں پر ابن مریم کے الفاظ کسی قسم کی تاویل نہیں کرنے دیتے جبکہ جماعت احمدیہ کے افراد غلط تاویل کر کے اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں۔

جن دنوں میں خواجہ صاحب کے پاس جایا کرتا ایک دن سڑک پر میرا ایک پرانا دوست عبدالحکیم ملا، اس کا تعلق مجلس احرارِ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسے میرے قادیانیت کی طرف جانے کا علم تھا۔ اس وقت اس کے پاس نقیب ختمِ نبوت رسالے تھے اور وہ کہیں دینے جا رہا تھا۔ چند منٹ ملاقات میں حال احوال کے بعد اس نے بڑی حکمت سے مجھے ایک رسالہ نقیب ختمِ نبوت بھی پڑھنے کے لے دے دیا اور پھر رخصت ہوگیا۔ میں نے وہ رسالہ پڑھا اور مجھے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ احراریوں کا یہ رسالہ باقاعدگی سے پڑھا جائے تو میں نے ارادہ کیا کہ ہر ماہ یہ رسالہ خرید کروں گا۔ اب ہر ماہ میرے لیے رسالہ حاصل کرنا بھی مشکل مرحلہ تھا کہ میں اگر رسالہ لینے دارِ بنی ہاشم میں جاؤں جو مجلس احرار کا دفتر بھی ہے اور وہاں مدرسہ ومسجد بھی ہے تو جماعت احمدیہ کے پراپیگنڈے کے مطابق خطرہ ہے کہ کہیں مولوی احراری مار پیٹ اور مقدمہ بازی نہ شروع کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رسالہ لینے جاؤں اور وہاں کوئی واقف مل جائے اور خاص طور پر عبدالحکیم جو مجھے اچھی طرح جانتا ہے تو کوئی بحث ومباحثہ شروع کر دے اور پھر کوئی ہنگامہ وغیرہ کھڑا کر کے میرے لیے مشکلات پیدا کر دیں۔ کچھ ماہ تو میں اِدھر اُدھر سے رسالہ حاصل کرتا رہا لیکن ایک دفعہ میں رسالہ لینے کے لیے گیا تو وہاں عبدالحکیم سے ملاقات ہوگئی۔ تو

اس نے بہت اچھے انداز میں مجھ سے بات کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ کی ملاقات سید کفیل شاہ صاحب سے کراتے ہیں۔ اب میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں ایسا نہ ہوا بھی مجھے مسلمان بنانے لگ جائیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ سختی سے اس بات سے منع کرتی ہے کہ مسلمان علماء سے ان کے مساجد سے مدارس وغیرہ میں جا کر ہرگز نہ ملیں اور خاص طور پر احرار کے اور عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے تو بہت زیادہ مخالف اوران سے بہت زیادہ خائف ہیں۔ اب مجبوراً میں رک گیا اور تھوڑی دیر بعد سید کفیل شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے دوستانہ انداز میں مجھ سے بات کی اور مجھے تسلی دی کہ یہاں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ ہمارے پاس یہاں جب چاہیں آسکتے ہیں۔ پھر انھوں نے سید عطاء المحسن شاہ جی کی بعض حق کے متلاشی قادیانیوں سے ملاقاتوں کا جو سلسلہ تھا اس کے بارے میں کچھ واقعات بتائے اور یہ فرمایا کہ ہم آپ کے لیے دعا کر رہے ہیں اور آپ صداقت کے ساتھ تحقیق کریں، اس تحقیق کے سلسلہ میں ہم سے جو تعاون ہوگا ہم کریں گے۔ میں نے کہا میں بھی آپ کی ہدایت کے لیے دعا کرتا ہوں اور وہاں سے رخصت ہوگیا۔

پھر ایک ملاقات میں خواجہ صاحب سے عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے متعلق بات ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے صاحبِ شریعت نبی تھے اور جب واپس آئیں گے تو وہ نبی ہی ہوں گے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور نبوت کا کیا بنے گا؟ تو خواجہ صاحب نے ایک سادہ سی مثال کے ذریعہ یہ بات سمجھائی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائیں گے تو ہوں گے تو نبی لیکن وہ عمل شریعت محمدیہ پر کریں گے اور اسی شریعت کی دعوت دیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی ملک کا صدر کسی دوسرے ملک میں جائے اب وہ اپنے ملک کا صدر تو ہے لیکن اس ملک میں وہ اسی ملک کے قوانین پر عمل کرنے کا پابند ہوگا۔

ایک دفعہ میری ملاقات ایک بہائی سے ہوئی اور وہ ملاقات بھی ایک قادیانی کے گھر میں ہوئی تھی کیونکہ وہ بہائی پہلے قادیانی تھا اور بعد میں بہائی ہوگیا تھا۔ اس بہائی سے میں نے بہائیت کے متعلق معلومات حاصل کیں تو میں بڑا حیران ہوا کہ کیونکہ اس بہائی نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنے حق میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بانیانِ امرِ بہائی کے کلام سے اخذ کر کے پیش کیے ہیں اور مرزا صاحب نے کوئی نئی تعلیم، نیا فلسفہ، نیا کلام اور نیا عقیدہ پیش نہیں کیا اور جس منصب و مقام کا دعویٰ کیا ہے اس کے دلائل پیش نہیں کیے۔ پھر اس بہائی نے حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے عربی قصیدہ کے ایک شعر کا ترجمہ سنایا۔ ترجمہ: ''اس (مرزا قادیانی) نے جو کچھ کہا وہ بہاء اللہ سے چرایا ہوا ہے، زمانہ پہ افسوس جو سارق کو رواج دیتا ہے کیا اسے چراتے ہوئے حیا نہیں آئی۔''

علامہ اقبال کا نظریہ بھی یہی تھا کہ: قادیانیت بہائی دین کی نقل ہے اور ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے کے مسلمہ اصول کے تحت علامہ اقبال نے پیش گوئی کر دی تھی کہ آخر کار قادیانیت جامعہ بہائی میں مدغم ہو جائے گی۔ علامہ اقبال کی انگریزی عبارت کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ ''یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں کے پاس کوئی نئی شریعت کی تعلیمات نہیں ہیں مرزا کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ فرقہ مسلمانوں کا فرقہ بھی نہیں رہا لہٰذا یہ فرقہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح امت

کا حصہ نہیں بن سکا اور نہ کبھی بن سکے گا اب اس فرقے کے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ مرزائے قادیان کی دعوت سے براءت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے سوادِ اعظم میں شامل ہو جائیں اور یا ایک قدم آگے بڑھ کر بہائی جامعہ میں پناہ لے لیں۔ قادیانیوں سے گزارش ہے کہ وہ دورنگی چھوڑ کر ایک رنگ اختیار کریں۔''

قادیانی جماعت کے پڑھے لکھے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ خالص دین اور ایمان کا معاملہ ہے اور نجات کا انحصار بھی اسی پہ ہے۔ لہٰذا تقلید اور تعصب کو ایک طرف رکھ کر جن باتوں کی طرف علماء اسلام توجہ دلا رہے ہیں ان پر غور وفکر کریں اور اس نقلی نبوت سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔

علمائے کرام نے مرزا قادیانی کی بہت سی علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ لیکن قادیانیت کی دلدل میں گزرے آٹھ سالوں میں چند فاش اور کھلی غلطیوں سے مجھے بھی آگہی ہوئی۔ یہ غلطیاں ایسے روشن اور واضح طور پر باہم متضاد تھیں کہ ان کو غلط قرار دینے کے لیے مجھ جیسے کم تعلیم یافتہ آدمی کو بھی کوئی تردد نہیں کرنا پڑا۔ ایسی بے شمار اور لاتعداد غلطیوں اور تضادات میں سے کچھ کو قارئین کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۔　آیت خاتم النبیین کے بارے میں مرزا کی تاویلِ خاصی مشہور ہے کہ خاتم کا مطلب آخری نہیں بلکہ اس کا مطلب مہر ہے یعنی مصدق اور نبی بنانے والا۔ اس غلط دعوے کے جواب میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن دورانِ مطالعہ میری نظر سے بھی ایک حوالہ گزرا۔

مرزا قادیانی کی بے عقلی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ''یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ'' سورۃ: بقرہ، آیت: ۳۵ (ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہائش رکھو) کے بارے میں لکھتا ہے یہ آیت آج سے ۲۰ برس قبل مجھے الہام کی گئی اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت بی بی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے کلام میں آدم صفی اللہ سے مشابہت دی اور بذریعہ الہام بھی اور جس طرح آدم کے لیے سجدہ کا حکم ہوا میری نسبت وحی الٰہی میں پیش گوئی ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص: ۲۶۰ حاشیہ)

اسی طرح اپنے ساتھ پیدا ہونے والی اس لڑکی کے بارے میں مزید لکھا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والوں کے گھر میں کوئی لڑکی لڑکا پیدا نہ ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب، ص ۳۵۱)

یہاں پر مرزا خاتم کا معنیٰ ''آخری اور سلسلہ مکمل کرنے والے'' کے کر رہا ہے۔ یعنی یہ بتا رہا کہ وہ اپنے والد کی آخری اولاد ہے اور اس کے بعد اس کے والدین کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ مرزا کے خود بیان کردہ مفہوم و معنی کی روشنی میں خاتم النبیین کا مطلب و مفہوم بھی ''آخری نبی'' ہی ہونا چاہیے۔ یعنی ایسا نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۲۔　مرزا کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کو جس مسیح علیہ السلام کی آمد کا انتظار ہے ان کی آمدِ مبارک مرزا کی شکل میں ہوگی

اور اب مسلمانوں کا انتظار ختم ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پھر جب مسیح ہونے کے دعویٰ کو حدیثوں سے جوڑنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ''ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں آتے رہتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام، صفحہ: ۱۷۹)

اسی طرح دمشق والی روایت بارے کہتا ہے: ''بلکہ میرے نزدیک تو ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جاوے۔'' (ازالہ اوہام، صفحہ: ۱۳۸)

۳۔ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اب اس جگہ سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لیے الٰہی تعلم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیان ہے۔ (نزول المسیح صفحہ: ۴۲۰ حاشیہ)

حالانکہ یروشلم دنیا میں موجود ہے لیکن مرزا نے اس سے مراد قادیان نجانے کس قانون کے تحت لیا ہے۔

۴۔ مرزا نے لکھا ہے میں نے بہت کثرت سے مطالعہ کیا ہے، بے تحاشا غور فکر تدبّر کے ساتھ کافی کتابیں پڑھی ہیں۔ وہ خود لکھتا ہے کہ: ''میرے والد کی زندگی کا اکثر حصہ زمینی جائیداد کے مقدمات میں گزرا۔ میں اس دوران قرآن مجید کے تدبر اور احادیث، تفسیروں کے دیکھنے میں وقت صرف کرتا تھا بسا اوقات حضرت والد صاحب کو بھی کتابیں سنایا کرتا تھا۔'' (کتاب البریہ، صفحہ: ۱۸۷) کتاب البلاغ (جس کا دوسرا نام فریاد درد ہے) اس کے صفحہ ۴۵۸ سے ۴۶۹ پر مرزا نے اپنے کتب خانہ میں موجود کتابوں کی تفصیل دی ہے۔ جن کا وہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔

کتب تفسیر ۱۰۹، حدیث ۱۳۸، صرف ونحو، معنی بیان ۲۱، ادب ۸۳، لغت ۳۹، تاریخ ۱۳۳، کتب اصول ۳۷، فقہ ۸۷، علم کلام ۹۵، منطق ۵۱، اخلاق وتصوف ۱۳۲، طب ۱۹۲ کتب، مذاہب ۸۷، رسائل علوم مختلفہ ۳۰۔

یہ مرزا کے کتب خانے میں جمع کتابیں ہیں جن کی یہ اجمالی تعداد ہے۔ جس شخص نے اپنے بیان کے مطابق چھے سال کی عمر سے تعلیم شروع کرنے سے بیس سال تک سوائے پڑھنے کے اور کوئی کام نہ کیا ہو اور اس دوران تمام متداول اور مروّج علوم کو کتابوں اور اساتذہ سے حاصل کیا ہو اور پھر ذاتی کتب خانے میں اس تعداد میں کتب کو جمع کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا جائے کہ اسے رب نے پڑھایا ہے۔ تو ہر انصاف طلب کا ذہن ضرور الجھے گا۔ مرزا کہتا ہے کہ میں نے اتنی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے (پھر سیالکوٹ میں قیام کے دوران میں نے انگریزی بھی سیکھی جس کے بعد اسے انگریزی میں بھی ''الہامات'' شروع ہو گئے جن میں سے ایک تو خاصا مشہور ہے: "I Love You") اور مرزائی کہتے ہیں اس کو رب نے پڑھایا ہے۔ بات تو مرزا کی مانی جائے گی۔ مرزا نے تو لکھا ہے میں نے خود مطالعہ کیا۔ یہاں پر تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا خوب غور وفکر کثرت مطالعہ اور پھر شیطانی الہامات کی بنا پر اس نے دعویٰ کیا ہے۔ ورنہ انبیاء کو تو خود رب تعالیٰ سکھاتے ہیں، انہیں تعلیم کے لیے انسانوں اور کتابوں کا محتاج نہیں کرتے۔

۵۔ مرزا اپنی کتاب ''مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی'' میں لکھتا ہے:

''ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی

ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ (صفحہ: ۲۱۲، ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی)

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو اگر فقہ حنفی پر ہی عمل پیرا کروانا ہے تو اس کے اپنا دعویٰ نبوت، مسیحیت و امامت و مجددیت وغیرہ کا کیا فائدہ ہوا۔ جب میں (قاری آصف) نے مرزا کی یہ تحریر پڑھنے کے بعد مربیان سے سوال کیا کہ فقہ حنفی پر تو لوگ پہلے ہی عمل پیرا ہیں تو مرزا صاحب کیا کرنے آئے ہیں اور کثرت ہی اگر حقانیت کی دلیل ہے تو پھر اکثر مسلمانوں کی اتباع کرتے ہوئے مرزا پہ تین حرف ہی کیوں نہ بھیج دیے جائیں، تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔

۶۔ مرزا اپنی کتاب ’’کشتی نوح‘‘ (جس کا دوسرا نام تقویت الایمان ہے) میں شراب کی مذمت کرتے ہوئے اپنی جماعت کے لوگوں کو کہتا ہے کہ شراب سے بچو اور پھر ساتھ ہی حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ ’’یورپ کے لوگوں کو جس طرح شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری یا پرانی عادت کی وجہ سے‘‘ (کشتی نوح، صفحہ ۷۱) مرزا یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے باز نہیں آیا۔ جب کہ وہ خود مثیل مسیح ہونے کا دعویدار ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا نے اپنی جماعت کے افراد کے ایمان کی تقویت کے لیے اور اصلاح کے لیے لکھی ہے۔ جب کہ اور کتابوں انجام آتھم وغیرہ میں بھی مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ جب مربّیوں سے پوچھا جائے کہ مرزا نے یہ توہین کیوں کی ہے تو وہ کہتے ہیں کیونکہ عیسائیوں سے مناظرہ کے دوران الزامی جواب کی ضرورت پڑی تو مرزا صاحب نے الزامی جواب دیا ہے۔ غور طلب بات یہ کہ یہاں پر تو کسی عیسائی سے مناظرہ نہ تھا بلکہ اپنی جماعت کی اصلاح کے لیے کتاب لکھی اور پھر بھی عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا ارتکاب کرکے رہا۔

۷۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے میں حکم و عدل بن کر آیا ہوں۔ فرقوں کو ختم کرنے آیا ہوں لیکن اس نے خود ۱۹۰۱ء میں انگریز حکومت کے تحت کرائی جانے والی مردم شماری میں اپنی جماعت کا نام ’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ رکھا جبکہ قرآن مجید میں تو اللہ نے تفرقہ سے بچنے کا کہا ہے۔ اور مرزا صاحب خود اپنے ہاتھوں سے فرقہ قائم کر رہے ہیں۔ اُمت مسلمہ کو فرقہ واریت کا طعنہ دینے والی جماعت احمدیہ اپنے امام کی اس حرکت کو کیا نام دے گی کہ جو خود اپنے ہاتھوں فرقہ کی بنیاد رکھ کر جا رہا ہے۔

یہ وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کہیں سے گزر رہا تھا اس نے دیوار پر لکھا ہوا پڑھا کہ پڑھنے والا کمینہ اس آدمی کو بہت غصہ آیا اس نے پہلا لکھا ہوا کاٹ کر اس کے نیچے خود لکھ دیا۔ لکھنے والا کمینہ!

''پراپیگنڈے کی قوت''

(مکتوب بنام: جانشینِ امیرِ شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا محمد انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(ابن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ، استادِ تفسیر وحدیث بیت الحکمت دیوبند)

۲۸؍جمادی الأخریٰ: ۱۴۱۰ھ۔ ۲۶؍جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک

۱۔　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی ومحترمی حضرت شاہ صاحب زید کرمہٗ تحیۂ مسنونہ۔ الاحرار کے دوشمارے یکجائی ملے۔ فجزاک اللہ احسن الجزاء۔ علاوہ انیق مقالات کے بڑی خصوصیت آں محترم کے مجلّہ کی تصحیحِ اسماء ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایک بار دارالمصنفین اعظم گڑھ میں مرحوم شاہ معین الدین صاحب ندوی مدیر ''معارف'' نے مجھے فرمایا تھا کہ ''علماءِ دیوبند تصحیحِ اسماء کا خیال نہیں رکھتے۔'' اس وقت سے یہ بات میرے دل میں نقش ہے اور جہاں کہیں اسماء کی تصحیح کا اہتمام دیکھتا ہوں ممنونیت کے اتھاہ جذبات دل ودماغ میں موج زن ہوتے ہیں۔

ایک صبح حضرت علاّمہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں مجمع تھا اور خاکسار بھی کہ فُجاءتاً (اچانک) مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تشریف لے آئے، فرمایا کہ ''چندروز سے ''قُر اقُر'' میں مبتلا ہوں۔'' خوب یاد ہے اور اس طرح کہ ابھی ابھی سن کر آیا ہوں، علاّمہ مرحوم نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب! لفظ ''قَراقر'' ہے۔'' مولانا کاندھلوی، علامہ (عثمانی) رحمۃ اللہ علیہ کے باختصاص تلامذہ میں تھے ایک بار وہ مجلس سے رخصت ہوگئے تو علاّمہ نے فرمایا کہ ''یہ آتے ہیں تو مجھے پریشانی ہوتی ہے۔'' حاضرین سمجھے کہ شاید مولانا (کاندھلوی) سے علاّمہ (عثمانی) کو تکدّر رہے۔ فرمایا کہ ''تکدّر نہیں، یہ جب آتے ہیں تو استفادہ کے لیے اور یہ ایسے وسیع النظر عالم ہیں کہ میں پریشان ہوتا ہوں کہ خدا جانے کہیں کوئی ایسی بات نہ پوچھ لیں جو میں بتا نہ سکوں۔'' حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مجلس میں فرمایا کہ: ''حضرت (علاّمہ محمد انور) شاہ صاحب کشمیری، جب تک مجلس میں رہتے ہیں میں دبا دبا رہتا ہوں، فرمایا کہ ان کے علم کا مجھ پر بوجھ پڑتا ہے۔'' تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ ''الخ (یہ گروہ گزر گیا ہے اُن کی خصوصیات اور ان کی کمائیاں انھی کے ساتھ وابستہ ہیں)

۲۔　آپ کی تحریک ''بنامِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نام رکھنے کی''......آہ! کہ ''ایک فرقہ نے پروپیگنڈا کی قوت سے معاویہ اور یزید سے ہم کو کیسا بدگمان کر دیا کہ ہم سُنّی بھی یہ نام رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ آج تک ابتدائی نصابی کتابوں میں

''ضَرَبَ زَیْدٌ عَمراً'' (زید نے عمر کو مارا) کی امثلہ موجود ہیں اور غریب مولوی شیعیت و رافضیت پر تابڑ توڑ حملے کرنے کے باوجود اپنے کتابی ذخیرہ سے اِن منحوس مثالوں کو نہ نکال سکا۔

پروپیگنڈا بھی کیا چیز ہے؟ استخلاصِ وطن کی پہلی کوشش کو فرنگی نے ''غدر'' کا نام دے دیا۔ آج تک وہی قلموں اور زبانوں پر ہے۔

۳۔ والد مرحوم گھر میں تشریف فرما تھے کہ محلّہ کا ایک بچہ اپنے کتے کی تلاش میں ہمارے غریب خانے میں آ گیا۔ کتے کا نام ''ٹیپو'' رکھا تھا۔ الامان والحفیظ، والدِ مرحوم کا اس وقت غیظ و غضب دیدنی تھا۔ فرماتے تھے کہ ''انگریزوں کی سازش اور منصوبہ بند عمل کہ جہادِ حُریّت کے سالارِ اعظم سلطان ٹیپو شہید کے نام سے کتوں کا نام رکھوا دیا! اور بے خبر مسلمان رکھے چلا جا رہا ہے۔ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی.

۱۲،۱۳ر جنوری کو خادم زادہ احمد خضر سلمہٗ کی تقریبِ شادی ہوئی۔ نئے رشتہ کے استحکام اور الفت و مودّت کی مضبوطی کے لیے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

۴۔ غالبًا پچھلے سے پچھلے شمارہ میں کچھ عائلی اور ذاتی مصائب کا تذکرہ تھا۔ مبارک ہو! حدیث میں ہے کہ: ''خدا تعالیٰ جس بندہ سے محبت فرماتے ہیں اُسے مبتلائے مصیبت کر دیتے ہیں۔'' اگرچہ عافیت طلبی کی تلقین بھی خود روحی فِداہٗ وارواحنافِداہٗ (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

۵۔ چند کتب مثلاً ''نقشِ دوام''، ''ملفوظاتِ محدّث کشمیری'' ہدیتاً ارسال کر چکا ہوں۔ کیا پہنچ گئی ہیں؟

خدا کرے کہ مزاجِ سامی بہ عافیت ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خُوَیدِمُکُمُ الْاَحْقَر: انظر شاہ

(مطبوعہ پندرہ روزہ ''الاحرار''، صفحہ نمبر ۲۶، ۲۷ / شمارہ ۲، ۱، جلد ۲۰ رمضان ۱۴۱۰ھ / اپریل ۱۹۹۰ء)

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
27 دسمبر 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

قسط:۱۹

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

لدھیانہ (بھارت) روانگی:

کوئٹہ سے واپس آ کر زرعی کالج کی ہاکی ٹیم لدھیانہ (بھارت) جانے کی تیاریوں مصروف ہوگئی۔ زرعی کالج کا غیر مسلم سٹاف جس میں ہندو اور سکھ پروفیسر شامل تھے وہ قیام پاکستان کے بعد بھارت چلے گئے تھے اور انہوں نے لدھیانہ کے اندر وہاں کی حکومت کی سرپرستی میں ایک زرعی کالج قائم کرلیا تھا۔ لدھیانہ کے زرعی کالج کا رابطہ لائل پور کے زرعی کالج کے ساتھ رہا تو ان دونوں کالجوں کے سٹاف کی معاونت سے یہ طے پایا کہ پہلے لائل پور (پاکستان) کی ہاکی ٹیم پاکستان میں زرعی کالج ہاکی ٹیم لدھیانہ کا دورہ کرے اور اُس کے بعد لدھیانہ زرعی کالج (بھارت) کی ہاکی ٹیم پاکستان میں زرعی کالج کا دورہ کرے گی۔ یہ اسی فیصلہ کا نتیجہ تھا کہ ہم کوئٹہ کے میچ کے بعد لدھیانہ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ پاسپورٹ وغیرہ کالج والوں نے بنوا لیے اور ہم ایک مضبوط ہاکی ٹیم لے کر لدھیانہ روانہ ہوئے۔ ہمارے ٹیم میں تین چار بڑے نامور کھلاڑی شامل تھے۔ جن میں چودھری غلام رسول جو بعد میں اولمپک کھلاڑی کے طور پر بین الاقوامی سطح پر معروف ہوئے ان کے علاوہ منظور باجوہ اور ارشد چودھری بھی اُن کھلاڑیوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی شہرت پاکستان کے علاوہ بھارت میں بھی تھی۔ چودھری ارشد ''رائٹ ان''، چودھری غلام رسول ''رائٹ ہاف'' کی پوزیشن پر کھیلتے تھے۔ انہوں نے ایک الگ کلب بھی بنا رکھا تھا جو افغان کلب کے نام سے مشہور تھا۔ افغان کلب لاہور میں جالندھر کے پٹھانوں کی اکثریت تھی اور کرشن نگر اس کلب کا مرکز تھا جہاں اُن کا الگ ہاکی گراؤنڈ بھی تھا، اور نیاز خان اس کلب کے کپتان تھے جو ۱۹۵۲ء کے اولمپک میں پاکستان ہاکی ٹیم کے بھی کپتان تھے اور اس اولمپک میں پاکستان نے ہندوستان کی ٹیم سے شکست کھائی تھی۔ یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ اُسی سال جس میں پاکستان کو اس بین الاقوامی ٹورنامنٹ میں شکست ہوئی ہمارا لدھیانہ کا ''ٹور'' بھی اسی سال یعنی نومبر ۱۹۵۲ء میں ہوا۔

اوپر ذکر کیے گئے معروف کھلاڑیوں کے علاوہ ہماری ٹیم میں ''انور باٹا'' جو سنٹر فارورڈ کی پوزیشن پر کھیلتا تھا اور جیلانی شاہ جو لفٹ آؤٹ کی پوزیشن پر کھیلتا تھا دونوں شامل تھے۔ یہ دونوں اگرچہ ہمارے کالج کے کھلاڑی نہیں تھے تاہم ہم نے اپنی ٹیم کو مضبوط بنانے کے لیے انہیں ٹیم میں شامل کرلیا تھا۔ مگر لدھیانہ روانہ ہونے والی اس ٹیم میں اکثریت کالج کے کھلاڑیوں کی ہی تھی۔ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب جو کہ کوئٹہ کے سفر میں ہمارے انچارج اور نگران تھے وہ ہی اس ٹیم کے ساتھ بطور نگران اعلیٰ ہمارے ساتھ تھے۔

فیروز پور بارڈر سے بھارت میں داخلہ:

تاریخ مقررہ پر ہم لاہور سے قصور اور قصور سے فیروز پور بارڈر پہنچے تو سرحد پر بھارت اور پاکستان کے فوجی موجود

تھے جو سرحد پر ایک میز رکھ کر اُس پر تاش کھیل رہے تھے۔ بارڈر کے اس طرف ہماری ٹیم تھی اور بارڈر کے دوسرے طرف ہمیں لدھیانہ لے جانے والے لدھیانہ کے زرعی کالج کے پروفیسر اور کالج کے چند کھلاڑی ہمارے سامنے موجود تھے۔ دونوں اطراف سے ہم نے ایک دوسرے کو ہاتھ ہلا کر استقبال کیا۔ جب ہم بارڈر کی چیکنگ سے فارغ ہوئے تو سرحد (بارڈر) کراس کر کے اپنے میزبانوں کے سامنے تھے اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے دونوں طرف سے انتہائی پُر جوش ماحول تھا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ تک ہم لدھیانہ کے اس وفد کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ اُس وقت ساری فضا قہقہوں سے گونج اٹھی جب لدھیانہ کے زرعی کالج کے ایک دراز قامت پروفیسر سردار بشن سنگھ جو بڑے ہی دراز قامت اور مضبوط جسم کے تھے اُنہوں نے مجھے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح اٹھا لیا جیسے کسی بچے کو اُٹھا لیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کہا کہ ''مجھے تو یہ چھوٹا سا ہاکی کھلاڑی بڑا اچھا لگا ہے'' کافی دیر تک اُنہوں نے مجھے اپنے ہاتھوں میں جکڑے رکھا یاد رہے کہ ان تمام کھلاڑیوں میں سب سے کم عمر تھا اس لیے مجھ کو اس طرح اٹھایا جا سکتا تھا۔ بہر حال ہم ایک دریا کا پل کراس کر رہے تھے اس دریا سے ایک نہر نکالی گئی تھے جس کا پانی ایک بڑے آہنی پھاٹک کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔ ہم دونوں وفود دریا کے پل سے گزرے تو میں نے اپنے چند ساتھیوں کو اشارہ کر کے دبی زبان میں یہ کہا کہ دیکھو اس نہر کا پانی روک دیا گیا ہے۔ غالباً یہ نہر پاکستان کے کچھ علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔ دوستوں نے میری بات کی تصدیق کی۔ دریا کے پل سے ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں پر وہ بس کھڑی تھی جس کے ذریعے ہم نے لدھیانہ روانہ ہونا تھا۔ یہاں پر تین اہم کھلاڑی جن کے ساتھ میں لدھیانہ گیا۔ اُن کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں:

ا۔ چودھری غلام رسول مرحوم:

مرحوم چودھری غلام رسول معروف ہیں۔ وہ روم اولمپک ۱۹۶۰ء میں پاکستان کی اُس ٹیم کے نائب کپتان تھے، جس نے بھارت کو پہلی دفعہ شکست دے کر یہ اولمپک جیتا تھا۔ نصیر بُندہ وہ کھلاڑی تھے جنھوں نے وہ واحد گول پاکستان کی طرف سے کیا تھا جس نے پاکستان کو فتح سے ہمکنار کیا۔ پاکستان کی اُس ٹیم کے کپتان مشہور کھلاڑی میجر حمید تھے۔ جو ''میدی'' کے نام سے ہاکی کی دنیا میں مشہور ہیں۔ وہ واپسی پر یورپ میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ رہ گئے، اس لیے اس فاتح ٹیم کا استقبال جو پاکستان پہنچنے کے بعد ہوا، اس میں چودھری غلام رسول ہی کپتان تھے۔ چودھری غلام رسول ہاکی کے حوالے سے ایک بڑا اور اہم نام ہے۔ ان کے بیٹے اختر رسول نے بھی پاکستان ہاکی ٹیم میں اپنے باپ کی طرح بڑا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ سنٹر ہاف کی پوزیشن پر وہ ایسے معروف ہوئے۔ اُس وقت دنیا میں اُن کے مقابلے میں کوئی ایسا سنٹر ہاف نہیں تھا جسے اُن کے مقابلے کا سنٹر ہاف کہا جائے۔ آج کل اختر رسول پاکستان ہاکی ٹیم کے منیجر ہیں اور اُن کے بیٹے شفقت رسول پاکستان ہاکی ٹیم کے رکن ہیں۔ چودھری غلام رسول ہاکی سے ریٹائر ہونے کے بعد بڑے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ اب محکمہ بحالیات میں ملازم ہوئے۔ اُس کے بعد وہ ایچ ای سن کالج لاہور میں بطور پروفیسر بھی کام کرتے رہے۔ اور پھر بعد میں زرعی کالج نے جب یونیورسٹی کا درجہ حاصل کیا، تو اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ میرے ساتھ اُن کے مراسم تھے اور انتہائی خوش کن تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مجھے گورنمنٹ کالج سے زرعی کالج لے جانے کے بعد انھوں نے ہاکی کی تربیت میں بھی مجھے بہت کچھ دیا تو بے جا نہ ہوگا۔ پورا ایک سال

میں اُن کے ساتھ بطور ''رائٹ آف'' کھیلتا رہا۔ جبکہ وہ میرے ساتھ بطور سنٹر ہاف کی پوزیشن پر کھیلے۔ مجھے کھیل کے دوران ہی بہت کچھ بتا دیتے تھے۔ اُن کی ہدایت پر عمل کرنے سے میرا کھیل پہلے کی نسبت بہت زیادہ بہتر ہوا۔ وہ کہتے تھے کہ تمہارا شوق تمھیں ایک دن اچھا کھلاڑی بنا دے گا۔

۲۔ ارشد چودھری:

ارشد چودھری بھی زرعی کالج کے طالب علم تھے۔ ایم ایس ای کا امتحان پورے کالج میں ریکارڈ نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ پھر بعد میں وہ زرعی یونیورسٹی میں رجسٹرار کے طور پر کام کرتے رہے۔ وہ ایک ایسے خاندان کے فرد تھے جو فیصل آباد میں ہاکی کی وجہ سے مشہور تھا۔ اُن کے سب سے بڑے بھائی افضل، اُن کے بعد اسلم اور پھر اُن سے چھوٹے بھائی اختر ہاکی کے حوالے سے قابل ذکر ہیں۔ اختر نے بھی اپنے بڑے بھائی ارشد کی طرح ہاکی کے حوالے سے شہرت حاصل کی۔ اس کے علاوہ ارشد چودھری پاکستان ہاکی ٹیم کے منیجر کے طور پر بھی قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ پاکستان ہاکی ٹیم نے کئی ممالک اور بین الاقوامی ہاکی ٹورنامنٹ میں شرکت اُن کی قیادت میں کی۔ کافی عرصے تک وہ پاکستان ہاکی ٹیم کے منیجر کے طور پر بیرونِ ملک ٹیم کے ساتھ گئے۔ اُن کے ساتھ بھی میرے دوستانہ مراسم تھے۔ میں اُن کی عزت کرتا۔ وہ مجھ سے پیار کرتے تھے اور کبھی کبھی بے تکلفی کی فضا میں بھی اُن سے بات چیت ہو جاتی تھی۔ اُن کا ذکر آئندہ بھی میری تحریر میں آئے گا۔

۳۔ منظور باجوہ مرحوم:

جب میں زرعی کالج میں داخل ہوا تو منظور باجوہ غلام رسول کے ساتھ ایم ایس ای فائنل میں تھے۔ انھوں نے بھی میرے ساتھ ہمیشہ تعاون کیا اور اُن کے کھیل کا معیار اتنا بلند تھا کہ پاک و ہند میں اُن کے مقابلے کا کوئی ''فل بیک'' نہیں تھا۔ لیکن ستم ظریفی یہی تو ہے کہ وہ اس کے باوجود پاکستان کی ہاکی ٹیم میں اپنی جگہ نہ بنا سکے یا پھر انھیں جگہ نہ بنانے دی گئی۔ بہر حال ہاکی کے حوالے سے اُن کا نام ایک بہت اہم نام ہے۔ اگر کوئی ہاکی کے حوالے سے پاکستان کی تاریخ مرتب کرے تو منظور باجوہ کو نظر انداز نہ کر سکے گا۔ وہ اپنا تعلیمی دور ختم کرنے کے بعد محکمہ زراعت میں ملازم رہے اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہو کر محکمہ زراعت کی خدمت کرتے رہے۔ میرے ساتھ اُن کا سلوک انتہائی مخلصانہ رہا۔ وہ مجھے چھوٹے بھائی کی طرح پیار کرتے اور میں بھی اُنھیں بڑے بھائی کی طرح ادب و احترام کے ساتھ پیش آتا۔ میرا چھوٹا بھائی نصیر جو زراعت کے محکمے میں ملازم تھا اس پر بھی وہ مہربان رہے، ہاں تو بات ہو رہی تھی لدھیانہ روانگی کی۔ بس میں گپ شپ ہوتی رہی۔ غلام رسول، منظور باجوہ اور ارشد چودھری تو انہیں بطور استاد بھی جانتے تھے۔ لیکن ہم جونیئر کھلاڑی تھے وہ آپس میں ہی زیادہ گفتگو کرتے اپنے ارد گرد کے ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سڑک کے کنارے ایک لڑکی کو سائیکل چلاتے دیکھ کر ہمارے سکھ میزبان نے بس کے اندر بلند آواز سے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھو ہمارے ہاں لڑکیاں کتنی ماڈرن ہیں کہ سڑک پر سائیکل چلا رہی ہیں۔ کیا آپ کے پاکستان میں ایسا ممکن ہے؟ جس طرح ہماری لڑکیاں آپ کی لڑکیوں سے اس میدان میں آگے ہیں۔ ان شاء اللہ ہماری ہاکی ٹیم بھی آپ سے آگے ہی رہے گی اس پر چودھری غلام رسول نے جواب دیا ''یہ تو جب میدان سجے گا تو واضح ہو جائے گا کہ کون کس سے آگے ہیں؟''

بس کے اس سفر میں ہی مجھے یہ احساس ہوگیا تھا کہ ہمارے یہ میزبان انتہائی بے تکلف اور بڑے اچھے مزاج کے ہیں اور لدھیانہ میں قیام کے چند دن بڑے اچھے گزریں گے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ میں ایک مرتبہ پاکستان بننے سے پہلے دہلی (بھارت) میں رہا تھا اور اب پاکستان بن جانے کے بعد بھی بھارت کے کسی شہر میں چند دن رہوں گا۔ لیکن کبھی کبھی یہ خواہش جب دل میں کروٹ لیتی کہ کاش دہلی کو ایک مرتبہ پھر دیکھ لیتا تو مزہ کرکرا سا ہو جاتا تھا۔ کہ ویزہ تو ہمارا صرف اور صرف لدھیانہ میں ہی قیام کا تھا اور دہلی جانا سرے سے ممکن ہی نہیں تھا پھر ''دہلی ہنوز دوراست'' کہہ کر خاموش ہو رہتا۔

لدھیانہ پہنچ گئے:

ہم رات کو کسی وقت میں لدھیانہ شہر میں تھے۔ ہمارا قیام گورنمنٹ کالج لدھیانہ کے خوبصورت ہوسٹل میں تھا۔ جس کے ساتھ ہی ''کالج ٹریک'' کا وسیع گراؤنڈ جس کے ساتھ ہاکی کا گراؤنڈ تھا اور اس کے ساتھ ہی کالج کی خوبصورت عمارت تھی۔ رات گئے تک ہمارے سکھ میزبان ہمارے ساتھ گپ شپ میں مصروف رہے۔ صبح اٹھ کر ہم نے ہاکی گراؤنڈ میں ہلکی ورزش کی اور میچ کی تیاری اور ٹیم کے لیے سوچنا شروع کیا۔ شہر میں ہماری آمد کا چرچا تھا۔ شہر کے لوگ سارا دن ٹولیوں کی صورت میں ہمیں ملنے کے لیے آئے۔ پوچھنے پر وہ یہی بتاتے کہ ہم صرف آپ کو دیکھنے کے لیے آئے ہیں کہ پاکستان سے ہاکی ٹیم آئی ہے۔ شام کو جب میچ شروع ہوا تو لوگوں نے اپنی ٹیم کے علاوہ ہماری بھی حوصلہ افزائی کی، میچ برابر ہوا۔ لیکن لوگوں نے ہمارے اس میچ پر بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ لدھیانہ کی ہاکی ٹیم سکھ کھلاڑیوں پر ہی مشتمل تھی خاص طور پر اُن کے فل بیک پرتھی پال سنگھ کے کھیل سے ہم سب انتہائی متاثر ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے کھلاڑی سکھ دیو سنگھ نے بھی ہمیں خوب متاثر کیا۔ میچ انتہائی اونچے معیار کا تھا اور ہمیں احساس ہوا کہ ہماری مضبوط ٹیم کے مقابلے میں لدھیانہ زرعی کالج کی ٹیم بھی اتنی ہی مضبوط ٹیم ہے۔

رات کو ہمارے پاس لدھیانہ کی ہاکی ٹیم کے کھلاڑی آ کر ہمارے ساتھ گفتگو میں مصروف رہے۔ پرتھی پال سنگھ نے میرے پاس بیٹھ کر میری بڑی تعریف کی اور ہم دونوں کافی دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ بعد میں یہی پرتھی پال سنگھ آل انڈیا ٹیم کے نامور کھلاڑی کے طور پر ابھرے اور جب وہ اپنے عروج پر تھے تو اُنہیں ''کنگ آف پلنٹی کارنر'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ روزانہ ہماری میچ ہوتے رہے اور لوگ بڑے شوق کے ساتھ میچ دیکھنے کے لیے آتے اور ہمارے میچ سے لطف اندوز ہوتے۔

ہم سب ان سکھوں کی خدمت اور ان کے خلوص سے متاثر ہوئے۔ لیکن ہم بار بار آپس میں اس بات پر تبصرہ کرتے کہ یہ سکھ تو بڑے اچھے ہیں۔ نہ جانے انہوں نے قیامِ پاکستان کے وقت مسلمانوں کے خلاف اتنا جارحانہ رویہ کیوں اختیار کیا، اتنے اچھے لوگوں سے اتنا وحشی اور ظالمانہ رویہ کیسے ممکن ہوا۔ ایک رات جب ہم حسبِ معمول اکٹھے تھے اور بڑے بے تکلّف ماحول میں آپس میں گپ شپ میں مصروف تھے تو میں نے اپنے سکھ کھلاڑی پر یہی سوال کر دیا کہ آپ نے تو ہمیں اپنے مخلصانہ اور دوستانہ سلوک اور رویے سے اتنا متاثر کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے لیکن ہم حیران اس بات پر ہیں کہ آخر قیامِ پاکستان کے وقت آپ کو کیا ہوگیا تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں آپ نے مسلمان عورتوں، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو تہ تیغ کیا۔ آخر اس کی

کوئی وجہ تو ہوگی۔ جواب میں سب کی یہی رائے تھی کہ دراصل یہ سب کچھ ہمارے اس وقت کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کا کیا دھرا تھا۔ جو ہندوؤں کے جھانسے میں آ گیا تھا۔ ہم آج تک اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ ہماری قوم اور ہم مذہب لوگوں نے آپ مسلمانوں کے ساتھ کیا اس پر ہم نادم بھی ہیں اور معذرت خواہ بھی۔

صبح کو ہاکی میں ہمارا میچ ہوتا تو رات کو ہمارے درمیان لطیفہ بازی کا بھی مقابلہ ہوتا۔ وہ سب لطیفے جو ہم سکھوں کے اُنہیں سناتے وہ جواب میں ہمیں مولویوں کے حوالے سے سنا دیتے۔ کمال یہ تھا کہ ہمارے سکھوں کے بارے میں جو لطیفے ہوتے وہ اُن سے ہم سے بھی زیادہ لطف اندوز ہوتے اور پل بھر میں قہقہوں سے فضا گونج گونج اٹھتی۔ کوئی اس کا برا نہ مناتا تھا۔

ایک دن میں نے اپنے جونیئر کھلاڑیوں کے ساتھ لدھیانہ کے نولکھا سینما میں فلم دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اپنے نگران اعلیٰ سے اجازت بھی لے لی۔ لیکن جب ہم سینما ہال میں گئے تو ہم پر ایک خوف سا طاری تھا کہ اگر یہاں پر پتہ چل گیا کہ ہم ہندو نہیں مسلمان ہیں تو پھر ہمارا کیا ہوگا۔ بہر حال یہ مرحلہ بھی بخوبی طے ہوا کہ کسی کو اس بات کا پتہ ہی نہ چل سکا اور ہم فلم دیکھ کر بخیریت واپس اپنی قیام گاہ پر آ گئے۔ اس کے بعد ہم اکیلے شہر دیکھنے کے لیے بھی بازار میں ادھر ادھر گھومنے کے لیے نکل جاتے تھے۔ لیکن خوف ہمارے سروں پر مسلّط رہتا۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ہم تین چار ساتھی ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ ہمارے پاس چند ہندو عورتیں چنیوٹی لہجے میں اونچی اونچی باتیں کرتی ہوئی گزریں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو ہمارے چنیوٹ کی ہندو عورتیں جا رہی رہیں۔ ساتھیوں نے کہا کہ جاؤ اپنے وطن کی عورتوں سے ملو وہ بڑی خوش ہوں گی۔ میں نے جواب دیا نہ بابا میں یہ کام نہیں کر سکتا اگر کوئی اُلٹا کام ہو گیا تو ہم سب کا نہ جانے کیا حشر ہوگا۔ یہ خوف اس لیے بھی تھا کہ پاکستان کے قیام کو ابھی چند برس ہی گزرے تھے اور عوام کے اندر خدشہ تھا کہ وہی وحشیانہ جذبات ہوں جو قیام پاکستان کے وقت تھے۔

ایک مرتبہ یہ ہوا کہ ہم ایک ٹانگے میں سکھ کھلاڑیوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ بے ساختہ میں نے پوچھ لیا کہ کیا وقت ہوا ہے؟ آگے بیٹھے ہوئے سکھ کھلاڑیوں میں سے کسی نے کہا کہ بارہ بجنے میں تین منٹ باقی ہیں تو دوسرے نے کہہ دیا نہیں پانچ باقی ہیں۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ ٹانگے کے پیچھے ایک سکھ سائیکل سوار نے اپنا سائیکل ٹانگے کے ساتھ دے مارا اور زمین پر گر پڑا۔ آگے بیٹھے ہوئے سکھ کھلاڑیوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نے کہا کہ بھائی اپنی اپنی گھڑیاں ٹھیک کر لو بارہ اب بجے ہیں۔ اس پر ہم سب کھلاڑی ہنس پڑے۔ انہیں کبھی بھی خیال نہیں آتا تھا کہ ہم اُن کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں وہ خود ایسی بات کہہ دیتے جس سے ہمارے درمیان بے تکلفی میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

جالندھر شہر:

ایک دن ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے نگران اور مینجر جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب جالندھر میں پاکستان ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی سے ملنے جا رہے ہیں۔ ہم نے اُن کے ساتھ جالندھر جانے کی ضد کی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا ویزہ صرف لدھیانہ کا ہے آپ لوگوں کا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں۔ ہم نے کہا سر کوئی بات نہیں کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ آپ ہمیں ساتھ لے چلیں۔ بالآخر ہم اپنی ضد میں کامیاب ہو گئے اور چند جونیئر کھلاڑی اُن کے ساتھ جالندھر کے لیے جنتا ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوئے۔

جالندھر ریلوے سٹیشن پر اُترے تو ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب نے کہا کہ آپ لوگ زیادہ دور نہیں جائیں گے۔ بس سٹیشن کے قرب وجوار میں ہی رہیں گے اور کوشش کریں کہ کسی سے کوئی بات چیت نہ ہو بس آپس میں گفتگو کرنا، کہیں یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ آپ پاکستان سے ہیں۔ میں چند گھنٹوں کے بعد آپ کو یہیں سٹیشن کے سامنے ملوں گا، وہ چلے گئے تو پھر ہم نے جالندھر کے اُس حصہ کا جائزہ لیا۔ بڑی رونق تھی۔ لوگوں کی بھیڑ ادھر ادھر سبھی جگہ پر موجود تھی۔ ہمارے سامنے جالندھر کی غلہ منڈی تھی ہم اس میں چلے گئے۔ بس ادھر ادھر گھومتے رہے۔ منڈی کے ساتھ ہی ایک تنگ سا بازار تھا ہم نے کہا کہ چلو بازار کی ہی سیر کرتے ہیں۔ ہم بازار میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے گئے انتہائی پر رونق بازار تھا۔ دکانیں بھی اچھی خاصی تھیں۔ سامنے ایک بزرگ کا مزار تھا۔ ایک ساتھی نے کہا کہ چلو مزار کے اندر چلیں اور فاتحہ پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ نہیں اندر نہیں جانا بس باہر سے دیکھ لوگ۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور پھر دیر بھی ہو جائے گی چنانچہ تم یہ بازار دیکھ کر واپس سٹیشن کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔ جس کے بعد جلدی ہی ڈاکٹر صاحب بھی واپس آ گئے۔ انہوں نے آتے ہی بڑی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تمہیں یہاں لا کر میں نے بڑی غلطی کی ہے راجہ صاحب کو میں نے آپ کے بارے میں بھی بتا دیا تو وہ انتہائی ناراض ہوئے اور کہا کہ:

''فوراً اپنے لڑکوں کو لے کر واپس لدھیانہ چلے جاؤ اگر کہیں پتہ چل گیا کہ یہ بغیر ویزہ کے یہاں پھر رہے ہیں تو گرفتاری بھی ہو گی اور میرے لیے بھی مسئلہ بنے گا۔''

یہ سن کر ہم سب بڑے پریشان ہوئے۔ ریل گاڑی کا انتظار بڑی بے چینی کے ساتھ کرنے لگے۔ سٹیشن کے اندر آ گئے اور جب جنتا میل آئی تو جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئے اور بخیریت لدھیانہ واپس آئے تو اللہ کا شکر ادا کیا۔

میری زندگی کا ایک تاریخی میچ:

ایک رات حسب معمول اکٹھے تھے اور زرعی کالج کے پروفیسر بھی ہمارے درمیان تھے تو ہمیں اُن کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ ہم نے ''ایسٹ پنجاب پولیس'' کے ساتھ ایک ایسا میچ طے کر لیا ہے کہ جس میچ میں آپ کی ٹیم اور ہماری ٹیم کے اچھے کھلاڑی حصہ لیں گے۔ لہٰذا اب بیٹھ کر دونوں ٹیموں میں سے وہ کھلاڑی چن لیے جائیں تا کہ ایک مضبوط ٹیم اُن کے سامنے لائی جائے۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ ایسٹ پنجاب کی پولیس ٹیم میں تین چار کھلاڑی آل انڈیا ہاکی ٹیم کے بھی ہیں جنھوں نے اسی سال ۱۹۵۲ء کے اولمپک میں حصہ لیا ہے یہ ایک بہت ہی مضبوط ٹیم ہو گی اس لیے ہمیں ایک بہت ہی مضبوط ٹیم ان کے سامنے میدان میں لانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہاکی کے لیے مختلف کھلاڑیوں کا چناؤ ہوا تو جو ٹیم انہوں نے ترتیب دی وہ کچھ اس طرح کی تھی۔

گول کیپر لدھیانہ زرعی کالج کا۔ فل بیک منظور باجوہ ہماری ٹیم کا اور دوسرا فل بیک پرتھی پال سنگھ لدھیانہ زرعی کالج کا اسی طرح ''رائٹ ہاف'' کے لیے مجھے چن لیا گیا۔ اس پر میں خوش بھی ہوا اور پریشان بھی کہ اتنا بڑا میچ میں کیا اچھا کھیل بھی پاؤں گا یا نہیں۔ سنٹر ہاف کے لیے چودھری غلام رسول اور لفٹ ہاف کے لیے زرعی کالج کے سکھ دیو آنند سنگھ جو انتہائی اچھے کھلاڑی تھے۔ رائٹ آؤٹ بھی لدھیانہ کالج کے تھے جن کا نام اب مجھے یاد نہیں ہے اور رائٹ ان

چودھری ارشد، سنٹر فارورڈ ہماری ہی ٹیم کے انور باٹا چن لیے گئے اور لف ان میرے سکول کے دوست بشیر کا چناؤ ہوا اور لیفٹ آؤٹ بھی ہماری ہی ٹیم کے جیلانی شاہ چنے گئے۔

اس میچ کو دیکھنے کے لیے شہر کے لوگوں کی کثیر تعداد ہاکی گراؤنڈ آئی۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس میچ کے لیے باقاعدہ شہر میں اعلان بھی ہوا۔ میچ شروع ہوا تو پورا گراؤنڈ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ معززین شہر کرسیوں پر براجمان تھے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ میں جب بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کے سامنے کھیلتا تو زیادہ بہتر کھیل کا مظاہرہ کرتا تھا۔ بعض کھلاڑی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اچھا کھیلتے ہیں مگر مجمع زیادہ ہو جائے تو کھیل بھول جاتے ہیں۔ میرا معاملہ اس کے برعکس تھا کہ مجمع جتنا زیادہ ہوتا میں اتنا ہی بہتر کھیل لوگوں کے سامنے پیش کرتا۔

میچ شروع ہوا تو پہلے ہی چند منٹوں میں کھیل کا معیار انتہائی بلندی پر تھا۔ دونوں اطراف کے کھلاڑی اپنی اپنی پوزیشن پر بڑے معیاری کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ لوگ ہر اچھی Move پر دل کی گہرائیوں سے دونوں طرف کے کھلاڑی کو داد دے رہے تھے جیسے ہی پبلک کی طرف سے داد ملتی کھلاڑیوں کے کھیل کے معیار میں اضافہ ہو جاتا۔ ہاف ٹائم تک دونوں ٹیمیں برابر تھیں۔ اور جب میچ ختم ہوا تو بھی نتیجہ وہی تھا جو ہاف ٹائم کے وقت تھا۔ ایسٹ پنجاب کے ہر کھلاڑی نے ہمارے ہر کھلاڑی کو اچھے کھیل پر داد دی خصوصاً منظور باجوہ، ارشد چودھری اور غلام رسول کے کھیل کو مخالف کھلاڑیوں نے بہت سراہا، کچھ لوگ میرے ارد گرد بھی آئے اور مجھے بھی داد دی اور کہا کہ اس عمر میں اور اس قد و قامت میں آپ نے تو حیران کن کھیل پیش کیا۔ ایسٹ پنجاب کے ایک کھلاڑی جو ۱۹۵۲ء کے اولمپک میں شرکت کر چکے تھے وہ بھی میرے پاس آئے اور انہوں نے بھی اچھا کھیل پیش کرنے پر مجھے بہت سراہا اور شاباش دی میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

میچ کے بعد جب ہم چائے کے لیے اکٹھے بیٹھے تو اتفاق ہی سمجھئے کہ جو کھلاڑی میرے ساتھ بیٹھے وہ آل انڈیا کے رائٹ آؤٹ تھے جو ۱۹۵۲ء میں انڈیا کی طرف کھیل کر آئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اولمپک میں ہماری پاکستان کی ہاکی ٹیم کی شکست کی کچھ وجوہات بیان کریں گے؟ انہوں نے بتایا کہ:

''آپ لوگ اس سلسلے میں بڑے بدقسمت ہیں بین الاقوامی سطح پر کئی ٹورنامنٹ میں کامیاب نہیں ہوئے حالانکہ آپ کے ملک کے اندر ہاکی کے بہترین کھلاڑی موجود ہیں۔ انہیں آپ موقعہ ہی نہیں دیتے۔ پھر آپ کی وہ انتظامیہ جو ٹیم کے ساتھ جاتی ہے وہ بھی اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا نہیں کرتی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ آج کے کھیل میں جو کھیل آپ کے منظور باجوہ، ارشد چودھری اور چودھری غلام رسول نے پیش کیا ہے وہ اتنا معیاری ہے کہ انہیں داد دینا پڑتی ہے لیکن اس کے باوجود انہیں آپ نے پاکستان ٹیم کے لیے سرے سے چنا ہی نہیں۔

انہوں نے مزید بتایا کہ لطیف مہر آپ ساتھ لے کے گئے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے زمانے کے مایہ ناز ہاکی کھلاڑی تھے اور انہوں نے قیام پاکستان سے یونائیٹڈ انڈیا کو کئی دفعہ بین الاقوامی ہاکی میں Represent بھی کیا لیکن اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں اس کے باوجود آپ نے اُنہیں ٹیم میں شامل کیا جو دس بارہ منٹ کے بعد کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح آپ کے ٹیم منیجر بصیر شیخ نے ایک '' ریگولر پلیئر سنٹر ہاف اسلم کو باہر بٹھا کر اس کی جگہ عاطف کو سنٹر ہاف کے طور پر کھیلنے کے لیے مجبور کیا۔ حالانکہ وہ کہتا رہا کہ میں تو بطور فل بیک پاکستان کی ٹیم میں چنا گیا ہوں ۔ یہ وہ غلطیاں ہیں جس کی وجہ سے آپ اولمپک میں کوئی اچھا شو نہ کر سکے ۔ میں نے آج خاص طور پر آپ کے منظور باجوہ چیک کیا ہے لیکن اس نے میری ایک نہیں چلنے دی اور میں سے آؤٹ کلاس کرنے میں ہر طرح سے ناکام ہوا ہوں ۔ یہ ہے آپ کی شکست اور ناکامی کی وجوہات جب تک آپ ان خرابیوں پر قابو نہیں پائیں گے آپ بین الاقوامی سطح پر کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوسکیں گے ۔

میرے ساتھ والی کرسی پر ارشد چودھری بیٹھے ان ساری باتوں کو سن رہے تھے انہوں نے مجھے کہا کہ یار یہ جو تم اس کھلاڑی سے بات کر رہے تھے میں حیران تھا کہ تم نے اس کے ساتھ جس اعتماد کے ساتھ بات کی شاید ہم بھی نہ کر پاتے تعجب کی بات ہے تمہیں بات کرتے ہوئے ذرا جھجک محسوس نہیں ہوتی اور تم بڑے اعتماد کے ساتھ بغیر کسی سے مرعوب ہوئے اپنی بات کرتے ہو۔ آخر ہمیں یہ کام کرنا کیوں نہیں آتا حالانکہ ہم تم سے عمر اور کھیل دونوں میں بہت سینئر ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ:

'' میں احراری ہوں آپ احراری نہیں ۔ یہ سب کچھ جماعتِ احرار کی عطا ہے کہ مرعوبیت تو کہیں ہمارے تصور میں بھی موجود نہیں ہوتی ، ہم جب بھی جو کچھ جس کے سامنے کہتے ہیں اس پر ہمیں مکمل اعتماد بھی ہوتا ، جرأت کے ساتھ بات کرنے کا سلیقہ ہمیں جماعت نے ہی سکھایا ہے ۔''

اس تاریخی میچ کے بعد ہماری واپسی کی تیاری تھی دوسرے دن ہی ہمیں کسی گاڑی سے واپس فیروز بارڈر کی طرف روانہ ہونا تھا۔ لدھیانہ زرعی کالج کے کھلاڑی اور پروفیسر صبح سے ہی ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ۔ اُن کے ہر کھلاڑی نے ہمارے ہر کھلاڑی کو تحفے کے طور پر کچھ نہ کچھ دیا۔ مجھے پرتھی پال سنگھ نے '' دھیان چند'' جو متحدہ ہندوستان کا ایک بہت غیر معمولی اور ہر دل عزیز کھلاڑی تھا اس کی انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ایک کتاب ''Goal'' دی اور اس کے علاوہ ایک البم دی جس میں پرتھی پال سنگھ کے دو فوٹو اور ایک فوٹو ان کی ہاکی ٹیم کا تھا مجھے بطور تحفہ دی۔ جس پر میں بہت ہی خوش ہوا کہ پرتھی پال سنگھ جو اُن کی ٹیم کا سب سے بہترین کھلاڑی ہے اس نے تحفہ کے لیے مجھے چنا۔ اس کے بعد جب ہم بس پر سوار ہو رہے تھے تو ہمیں ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ مدت کے آشنا ایک دوسرے جدا ہو رہے ہیں ۔ چند دنوں کی رفاقت برسوں کی رفاقت محسوس ہوئی اور ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، جیسے کہہ رہے ہوں کہ ہم آپ کی محبت آپ کی خدمت اور آپ کے خلوص کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ادھر ان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے جو ہمیں الوادع کہہ رہے تھے ۔ لیکن اس بات کی خوشی بھی تھی کہ جلد ہی اُن سے دوبارہ ملاقات ہوگی کیونکہ انہوں نے جواباً فیصل آباد آ کر ہمارے ساتھ کھیلنے کا اعلان اُسی وقت کر دیا گیا تھا

دو بول تیرے پیار کے وہ کام کر گئے
ہاں موسمِ خزاں میں جو بادِ صبا کرے

مُنے میاں نہ رونا

انور شعور

منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
دیکھو تمہاری خاطر ہم لائے ہیں کھلونا
ڈھونڈے نہ پھر ملے گا ہرگز اسے نہ کھونا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
تم قہقہے لگانا ، ہنس کر ہمیں ہنسانا
رو رو کے آنسوؤں سے مت آستیں بھگونا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
کیوں رو رہے ہو بولو ، یہ مُٹّھیاں تو کھولو
مارا ہے تم کو کس نے ، کیا بات ہے کہو نا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
تم نے بھی کچھ سنا ہے بیٹھک میں کیا ہوا ہے
آنگن میں کیا دھرا ہے ، گھر میں چلو ، اُٹھو نا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
پہلے سبق تو پڑھ لو ، کچھ سیڑھیا تو چڑھ لو
پھر کیاریوں میں چل کر اک بیج تم بھی بونا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
منے میاں نہ رونا ، منے میاں نہ رونا
دیکھو تمہاری خاطر ہم لائے ہیں کھلونا

ادارہ

اخبار الاحرار

لاہور (۷ر نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے جامعہ اشرف المدارس کراچی پر رینجرز اور حکومتی اداروں کے چھاپے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے کراچی کے حالات کو مزید خراب کرنے کی سازش قرار دیتے ہوئے ذمہ داروں کو گرفتار کر کے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ رات کے اندھیرے میں جامعہ اشرف المدارس جیسے عظیم تعلیمی وروحانی مرکز پر چھاپہ ریاستی دہشت گردی کی انتہا ہے اور یہ اُسی ایجنڈے کا حصہ ہے جس کے تحت عالم کفر پاکستان کو اپنی مکمل تابعداری میں لانا چاہتا ہے۔ ایسے میں استعمار کے خلاف مزاحمتی کردار کو ختم کرنے کے لیے پاکستانی حکمران امریکی ٹاؤٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن عالم کفر کو یاد رکھنا چاہیے کہ دینی مدارس اور دینی تحریکیں کبھی ختم نہیں کی جاسکتیں تاہم مظلوموں کا خون بے گناہی ضرور رنگ لا کر رہے گا اور طاغوت اپنے انجام کو پہنچ کر رہے گا۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ اور ناظم اطلاعات میاں محمد اویس اور مجلس احرار اسلام کراچی کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن نے کہا ہے کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جہاں سے نامساعد حالات میں بھی حق کا بول بالا ہوتا ہے اِسی لئے سامراجی قوتوں کو یہ ادارے کھٹکتے ہیں انہوں نے کہا کہ جامعہ اشرف المدارس کراچی دینی مدارس کی آبرو ہے اِس کی حفاظت کرتے ہوئے جن طلباء واساتذہ نے قربانی دی وہ کبھی رائیگاں نہیں جاسکتی، انہوں نے کہا کہ ظلم وسفاکی کرنے والے اداروں کو ہم بھی رسواء ہوتے ضرور دیکھیں گے جس طرح پرویز مشرف خوار ہو رہا ہے۔

☆☆☆

ملتان (۹ر نومبر) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جلہ ارائیں (لودھراں) کی مدنی مسجد میں ''تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرۃ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ سیاسی ومعاشی بحرانوں سے نکلنے کا واحد راستہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور اس راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مذہبی قوتوں کا اتحاد وقت کا تقاضا ہے، انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد ایک ایسی قدر مشترک ہے جس پر مسلمانوں کے تمام طبقات متحد ہو جاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ ارتداد پھیلا رہا ہے، قادیانی اپنے آپ کو مسلمان اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ موجودہ ملکی بحرانوں کے پس منظر میں قادیانی ایلیمنٹ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، سیاسی جماعتوں کو اپنے اندر سے قادیانی اور قادیانی نواز عناصر کو نکال باہر کرنا چاہیے، انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ کمزور سے کمزور مسلمان بھی اس مسئلہ پر جان دینے کو تیار رہتا ہے انہوں نے کہا کہ آئین کی اسلامی دفعات کے خلاف گہری اور خطرناک سازشیں ہو رہی ہیں، مذہبی جماعتوں کو صورتحال پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

لاہور (۱۴ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی اپیل پر ۱۶ر نومبر کے ''یوم احتجاج'' کی بھرپور تائید وحمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ عالمی استبداد اور امریکہ نواز پاکستانی حکمرانوں کیخلاف

دینی قوتیں ایک اکائی کا مظاہرہ کریں قائد احرار سیّد عطاء المہیمن بخاری نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ علماء اور دینی مدارس کے طلباء کی قتل وغارت گری کے سامنے مضبوط بند باندھنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے سیاسی و جماعتی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر عملی اقدامات کی فوری ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے احرار کی جملہ ماتحت شاخوں اور ذیلی اداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ۱۶ر نومبر کے یوم احتجاج کو مؤثر بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور مجلس احرار اسلام کراچی کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا احتشام الحق، شفیع الرحمٰن احرار نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مزاحمتی کردار اور فیصلوں کی بھرپور حمایت کریگی۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں اور دینی مدارس سیکولر انتہا پسندی اور تاریخ کی بدترین دہشتگردی کا شکار ہیں ہم حیران ہیں کہ مدارس دینیہ میں پڑھنے والے غریب الدیار مسافر اور معصوم طلباء کا خون ناحق میڈیا کو نظر نہیں آرہا انہوں نے کہا کہ ہم مظلوم ہیں اور ظالموں کا ساتھ دینے والے یاد رکھیں کہ ظلم آخر کار ختم ہو کر رہے گا انہوں نے میڈیا سے اپیل کی کہ وہ مظلوموں کی آواز دنیا تک پہنچائیں اور یک طرفہ پراپیگنڈہ ترک کردیں۔

☆☆☆

لاہور (۱۶ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری۔ عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات اور اپنے بیانات میں کہا ہے کہ مدارس پر چھاپے، علماء کرام اور دینی مدارس کے طلباء کی شہادتیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو نہیں روک سکتیں، دینی مدارس اور دینی جماعتیں سیکولر انتہا پسندی کا شکار ہیں مگر ہم اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہیں! سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ہم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تمام فیصلوں کی تائید کرتے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مدارس پر چھاپے اور مظلومانہ شہادتیں میڈیا کو نظر نہیں آتیں، میڈیا جانبداری اور یکطرفہ پراپیگنڈہ ترک کرے اور اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے۔ علاوہ ازیں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے کہا ہے کہ امریکہ اور اس کی حاشیہ بردار حکومت اسلام اور مسلم دشمنی کی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۴ر نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہیدِ حق اور شہیدِ غیرت ہیں اُن کا اسوہ ہمارا اثاثہ ہے سیدنا حسین سمیت کسی بھی صحابی کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا وہ گزشتہ روز نماز جمعۃ المبارک سے قبل مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں مجلس خُدام صحابہ کے زیر اہتمام قدیمی سالانہ ''مجلس ذِکر حسین رضی اللہ عنہ'' کے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، اجتماع سے مولانا منظور احمد اور حافظ محمد عابد مسعود نے بھی خطاب کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ عقیدے اور تاریخ میں فرق ہے اور تاریخ کے نام پر مغالطے دیے جا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہمارا دین وحی الٰہی کے تابع ہے نہ کہ رسم و رواج کے تابع ہے، انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ اور ماتم سے منع فرمایا اور ہمیں احیائے سنت کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کی تعلیمات کو عام کرنا چاہیے، اجتماع میں مختلف قراردادیں منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ محرم الحرام میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی پر عمل دارآمد کی پاسداری اہل تشیع سے بھی کروائی جائے اور پولیس اور سرکاری انتظامیہ اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے دوسری قرارداد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی ضلعی انتظامیہ کی طرف سے دو ماہ کے لئے زبان بندی کے بے بنیاد حکم کی شدید

الفاظ میں مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ پابندی کا حکم واپس لیا جائے۔

لاہور (۲۴ رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کی اس رپورٹ پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ ’’پاکستان شیعہ برادری کو تحفظ دینے میں ناکام ہوگیا‘‘ خالد چیمہ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں کوئی مکتبۂ فکر حتیٰ کہ کوئی شہری بھی محفوظ نہیں ہے اور کراچی تو مسلسل مقتل گاہ بنا ہوا ہے ابھی کچھ دن پہلے کراچی میں دینی مدارس کے علماء اور معصوم طلباء کے علاوہ اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے کارکنوں کو بیدردی سے شہید کیا گیا انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کے تحفظ کی ملکی و بین الاقوامی تنظیمیں احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں ان تنظیموں کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائیں اور اپنی رپورٹس میں صورت حال کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا کریں تا کہ ان کی غیر جانبداری پر حرف نہ آئے۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کا سبائی مطالبہ مسترد کر دیا تھا: مفتی عطاء الرحمٰن قریشی

دامادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے یومِ شہادت پر عام تعطیل نہ کر کے نام نہاد جمہوری حکمرانوں نے ۹۸ فیصد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ قاری علی شیر قادری احراری نے خطاب کرتے ہوئے کہ جامع القرآن، ناشرِ قرآن، محافظِ قرآن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سبا یہودی کو مدینہ منورہ میں غیر قانونی سرگرمیوں سے روکا اور مدینہ بدر کر دیا۔ سبائی دہشت گرد عبدال بن سبا نے مصر میں بیٹھ کر مسلمان نوجوانوں کو ورغلا کر سیاسی تحریک کا آغاز کر دیا، ایرانی اور رومی شکست خوردہ عناصر نے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لیے مسلمانوں کی اولادوں کو ورغلانے کی حکمت عملی اختیار کی، نومسلم مسلمانوں کی اولادیں سبائی سازش کا شکار ہوئی۔ عراق، شام، مصر، کوفہ، نجد اور اردن سمیت دیگر تمام شہروں میں سبائی تحریک کے یونٹ اور سیکٹر کے دفاتر ایرانی اور رومی دولت و وسائل کے سہارے پر کھل گئے۔ سرکاری گورنر اور عمال کے خلاف شکایات کے انبار لگا دیے گئے، مسلمانوں کے روپ دھار کر یہودی گماشتوں نے منافقت اور فریب پر مبنی تحریک میں مسلمان نوجوانوں کو مرکزی کردار سونپا اور خود پس منظر میں رہتے ہوئے مدینہ منورہ میں سیاسی قوت کا مظاہرہ کیا اور امیر المؤمنین سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کر دیا۔ امیر مجلس احرارِ اسلام کراچی مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شرم وحیا کے پیکر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں سبائی دہشت گردوں سے مذاکرات میں انھیں لاجواب کر دیا تھا۔ آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا، چالیس روز تک کھانا اور پانی بند کر دیا گیا اور ۱۸ رذی الحجہ کو انتہائی مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔ ابومحمد عثمان احرار نے مسجد حسن میں فضائل ومناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، آپ کی دولت اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود و ترقی کے لیے وقف تھی یہودی پینے کے پانی کو فروخت کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنواں خرید کر عامۃ الناس کے لیے وقف کر دیا تھا۔ دولت کی پرستش کرنے کا یہودی وقادیانی رویّہ انسانی معاشرہ میں فتنہ وفساد کا سبب بنا ہوا ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۱۸ رذی الحجہ کو شہید کر دیے گئے اس روز جشن عیدِ غدیر اور جشن خلافت پر خوشیاں منانے والوں کا مکروہ طرزِ عمل صاف نظر آ رہا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا یہودی سرمایہ کے سامنے سرنگوں ہے۔ اور ۹۸ فیصد مسلمانوں کے حقوق کو پامال کر رہا ہے۔

۳۹ ویں سالانہ مجلسِ ذکر حسین رضی اللہ عنہ

ملتان (۱۰ رمحرم ۱۴۳۴ھ، ۲۵ رنومبر ۲۰۱۲ء) دارِ بنی ہاشم میں منعقدہ ۳۹ ویں سالانہ مجلس ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت تاریخ کا انتہائی دردناک اور افسوس ناک سانحہ

ہے۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مظلوم اور آپ کے قتل میں شریک تمام افراد بدترین ظالم اور بد بخت ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اکابر کے مسلک پر ہیں اور اسی کو حق سمجھتے ہیں۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنے مؤقف میں حق پر ہیں۔سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہمارے ایمان کا حصہ ہیں جبکہ حادثۂ کربلا اور یزید تاریخ کا حصہ ہے۔اس کا شرائطِ ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔امام اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ نے ہمیں جو سبق پڑھایا اور جس راستے پر گامزن کیا وہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا حکم ہے کہ تمام صحابہ سے محبت کی جائے، کسی کے بارے میں دل میں بغض نہ رکھا جائے۔صحابہ مجتہد ہیں کسی غیر صحابی کو ان کے اجتہاد پر تنقید کا حق نہیں۔ہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ کے شارح حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے مسلک پر ہیں۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ خارجیوں، سبائیوں اور ناصبیوں، رافضیوں کی خواہش ہے کہ ہمارے دل سے سیدنا حسین، سیدنا علی، خاندانِ رسول، سیدنا معاویہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت نکال دی جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔صحابہ قرآنی شخصیات ہیں۔اُن سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں۔ہم اُن سے محبت کر کے ہی اللہ ورسول کو راضی کر سکتے ہیں۔مجلس ذکر حسین سے ابنِ ابوذر سید محمد معاویہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر مدینہ سے مکّہ اور مکّہ سے کربلا پہنچایا گیا۔ یہ اُن کے قتل کی سازش تھی جس کے پیچھے یہودانِ خیبر اور مجوسانِ فارس تھے۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن جعفر، سیدنا محمد بن علی (بن حنفیہ) اور دیگر صحابہ ورشتہ داروں نے کوفہ جانے سے روکا۔لیکن تقدیر میں اُن کی شہادتِ عظمیٰ لکھی تھی جو پوری ہو کر رہی۔انہوں نے کہا کہ حادثۂ کربلا تاریخ کا افسوس ناک واقعہ ہے اس میں شک نہیں کہ سیدنا حسین کو ظلماً قتل کیا گیا۔لیکن حادثہ کے حوالے سے تاریخ میں متضاد روایات ہیں اور بہت رطب ویابس ہے۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آخری تین شرطیں مقدمۂ کربلا کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

۱۔ میں جہاں سے آیا ہوں، وہاں واپس جانے دو

۲۔ مسلمانوں کی سرحدات پر بھیج دو جہاں میں جہاد میں شریک ہو جاؤں

۳۔ یزید کے پاس جانے دو، تا کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں

سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ آخری شرط کے بعد معاملہ واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سازش کو سمجھ گئے اور تمام حالات اُن پر ظاہر ہو گئے۔اسی لیے آپ نے یزید کے پاس جانے کے لیے کہا اور یہ بھی فرمایا کہ میں تو اصلاح احوال کے لیے آیا تھا۔مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ کے اختتام پر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے دعا کرائی اور مجلس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس

ملتان (۲۶ر نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس ۱۱ر محرم الحرام مطابق ۲۶ر نومبر بروز پیر بارہ بجے دوپہر حضرت امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت دارِ بنی ھاشم ملتان میں منعقد ہوا، ایجنڈے کے مطابق ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ''ختم نبوت کانفرنس اور جلوس'' کے اِبتدائی انتظامات کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کے بعد طے پایا کہ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲ر جنوری ۲۰۱۳ء بروز بدھ چناب نگر میں منعقد ہوگا جبکہ چناب نگر کانفرنس کی انتظامی کمیٹیوں کے نامزد ارکان کی ورکشاپ بھی ۳ر جنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعرات جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوگی، اجلاس میں سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، صوفی نذیر احمد، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، حافظ

محمد اسماعیل، قاری محمد اصغر عثمانی، حافظ محمد ضیاء اللہ، مولانا ابومعاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی، حاجی محمد اشرف تائب اور دیگر نے شرکت کی۔

قادیانی اکھنڈ بھارت کے خواب کی تکمیل چاہتے ہیں: سید کفیل بخاری

کراچی (سٹاف رپورٹر) قادیانی اور لاہوری مرزائی اکھنڈ بھارت کے خواب کی تکمیل چاہتے ہیں، مساجد، مدارس اور خانقاہوں کے خلاف آپریشن بین الاقوامی امریکی ایجنڈا ہے، جامعہ اشرف المدارس کے خلاف پولیس آپریشن قابلِ مذمت ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر مجلس احرارِ اسلام نے حج سے واپسی پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام کراچی کے اعلامیہ کے مطابق مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان حج کی سعادت حاصل کر کے کراچی ایئرپورٹ آئے۔ احرار کارکنوں اور مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے سید محمد کفیل بخاری کا استقبال کیا اور حج کی مبارک باد دی اور پاکستان کی سلامی و ترقی اور خوشحالی کی دعا کی گئی۔ نائب امیر مجلس احرار سید کفیل بخاری نے کراچی سمیت ملک بھر میں بدامنی اور انتشار، لوٹ کھسوٹ پر تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ قادیانی اور لاہوری مرزائی امریکی سرپرستی میں اکھنڈ بھارت کے دیرینہ خواب کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم کراچی آپریشن کے بعد اب جامعہ اشرف المدارس کے خلاف پولیس آپریشن قابلِ مذمّت ہے، عدالتی تحقیقات کرائی جائے اور سازشی عناصر کو بے نقاب کیا جائے، طالبانائزیشن کا شوشہ چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ صیہونی یہودی اشارے پر جہادی سرگرمیوں کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ جامعہ اشرف المدارس کے مہتمم حکیم محمد مظہر سے ٹیلی فون پر گفتگو اور پولیس گردی کی شدید مذمّت اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ (روزنامہ ''اسلام'' کراچی، ۲۷ رنومبر ۲۰۱۲ء)

قادیانی صدر کی نواسی کا قبولِ اسلام

دیوبند (۲۷ رنومبر) قادیانی جگہ جگہ دھوکہ دے کر اور جھوٹ بول کر مسلمانوں میں اپنی رشتہ داریاں قائم کرتے ہیں لیکن جب راز فاش ہوتا ہے تو مسلمانوں اور قادیانیوں میں علیحدگی ہو جاتی ہے اور قادیانی ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوت دارالعلوم دیوبند نے آج پریس کو جاری اپنے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حالیہ دنوں میں اسی طرح کا واقعہ آندھرا پردیش کے ضلع نظام آباد میں پیش آیا ہے جس میں قادیانیوں کے صدر حیدر علی نے دھوکہ دے کر اپنی نواسی کا سلمٰی بیگم ولد شیخ امام عبدل کا نکاح ۱۳ رنومبر ۲۰۱۲ء بروز منگل صبح ۹ بجے مینڈھورہ (منڈل بالکنڈہ، ضلع نظام آباد) کے سید چھوٹا کریم سے کر دیا۔ نکاح کے بعد جب بارات واپس ہو رہی تھی تو مولانا ایوب قاسمی صدر مجلس تحفظ ختمِ نبوّت ضلع ورنگل نے ان کا تعاقب کر کے راستہ میں بس رکوائی اور لڑکے والوں کو بتلایا کہ یہ لڑکی قادیانی ہے، اس سے نکاح صحیح نہیں ہوا، لڑکے والوں نے کہا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا، ہم سے غلطی ہو گئی۔ مولانا موصوف کی اطلاع پر مجلس تحفظ ختمِ نبوت ضلع نظام آباد کے نمائندوں نے لڑکی نوشا اور گھر کے ذمہ داروں کو قادیانیت اور مرزائیت کی حقیقت سے واقف کرواتے ہوئے بتایا کہ ایک مسلمان لڑکے کا نکاح قادیانی لڑکی سے جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ خارج اسلام ہے۔ نکاح صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ لڑکی قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو، اس کے بعد پھر دوبارہ کے ذریعہ یہ رشتہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لڑکی نے باؤنڈ پیپر پر قادیانیت سے براءت اور توبہ کے کلمات لکھ کر مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے اراکین کے حوالے کر دیا۔ جس میں واضح لفظوں میں اقرار کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کو جھوٹا مکار تسلیم کرتی ہے اور آئندہ کبھی بھی جماعت قادیانیہ (احمدیہ) سے رابطہ نہیں رکھے گی۔ اگر جماعت احمدیہ میں گئی تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ نظام آباد مجلس کے صدر مفتی سعید احمد اور مولانا عماد الدین قاسمی نے امید ظاہر کی ہے کہ خاندان کے دیگر افراد بھی جلد ہی تائب ہو جائیں گے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ:** مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا محمد مکّی حجازی مدظلہٗ کی رباط مکی کے منتظم اور حجاج کے خادم مولانا منظور احمد ۶ رنومبر ۲۰۱۲ء کو خان پور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم چند ماہ قبل مدینہ منوّرہ میں اپنے کمرہ کے باہر گر گئے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مدینہ منوّرہ میں آپریشن کرایا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ پاکستان اپنے گھر خان پور تشریف لائے اور دوسرا آپریشن رحیم یار خان میں ہوا، لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ مرحوم، ذیابیطس کے بھی مریض تھے۔ انہوں نے مدینہ منوّرہ میں رہ کر حُجّاج کی بہت خدمت کی۔ انتہائی صالح اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مدینہ منوّرہ میں اکثر روضۂ اطہر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی طرف بیٹھتے اور عصر تا مغرب وہیں بیٹھ کر تلاوتِ قرآن کیا کرتے۔

● مجلس احرارِ اسلام ملتان کے سرگرم کارکن قاری محمد آصف کے قریبی دوست اور ہمارے معاون وقاص بھٹی اور ڈاکٹر بلال بھٹی کے والد جناب محمد افضل بھٹی مرحوم۔ انتقال: ۳۱ راکتوبر ۲۰۱۲ء

● **بھائی محمد خالد مرحوم:** دارِ بنی ہاشم ملتان میں نمازِ جمعہ کے قدیمی ساتھی بھائی محمد خالد (محلّہ طارق آباد) انتقال: ۹ رمحرم ۱۴۳۴ھ

● **بھائی محمد حسین مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام رام گلی لاہور کے قدیمی اور انتہائی مخلص کارکن بھائی محمد حسین مرحوم، انتقال: ۹ ر محرم ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۴ رنومبر ۲۰۱۲ء۔ مرحوم نصف صدی سے مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ تھے۔ اُن کے تینوں مرحوم بھائی غلام حسین، غازی ولایت علی اور غلام علی بھی احرار ہی سے وابستہ رہے۔ مرحوم کے بھتیجے بھائی امجد حسین مجلس احرارِ اسلام لاہور کے سرگرم اور متحرک کارکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

● **ڈاکٹر ناصر مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام موضع عزیز فہم تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے مخلص معاون، ڈاکٹر ناصر مرحوم۔ انتقال: ۲۸ رنومبر ۲۰۱۲ء۔ ڈاکٹر ناصر مرحوم مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن ڈاکٹر منظور احمد مرحوم کے فرزند تھے۔

● ملتان کے مخلص احرار کارکن محترم اللہ نواز خان کی ہمشیر مرحومہ۔ انتقال: ۲۲ رنومبر ۲۰۱۲ء

● مجلس احرارِ اسلام ملتان کے رکن بھائی محمد مہربان کے ہم زلف محمد کاشف ۲۹ رنومبر ۲۰۱۲ء کو انتقال کر گئے۔

● مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر اور احرار کارکن بھائی عبدالحکیم کے والد ماجد مرحوم، انتقال: ۱۵ رمحرم ۱۴۳۴ھ، ۳۰ رنومبر ۲۰۱۲ء

● **پروفیسر حافظ نثار احمد مرحوم:** ملتان میں ہمارے کرم فرما، حافظ وقار احمد کے والد ماجد۔ انتقال: ۱۵ رنومبر ۲۰۱۲ء

● **والدہ مرحومہ بھائی اشفاق کمبوہ:** ملتان میں ہمارے قدیم معاون، ہم فکر ساتھی بھائی محمد اشفاق کمبوہ (پرنس میڈیکل سٹور) کی

والدہ ماجدہ۔ انتقال: ۱۴؍ نومبر ۲۰۱۲ء

- چیچہ وطنی، قاری محمد سرور صاحب کی اہلیہ انتقال کر گئیں
- ملتان میں حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے اوّلین معالج ڈاکٹر مقبول احمد مرحوم کے فرزند ڈاکٹر محمد اختر ۹ محرم الحرام ۲۴؍ نومبر کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے، مرحوم ڈاکٹر محمد اختر جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی اہلیہ کے ماموں تھے۔
- چیچہ وطنی: خواجہ ذوالفقار علی مرحوم کی صاحبزادی انتقال فرما گئیں۔
- ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ اور عبداللطیف خالد چیمہ کے خالو چودھری اکبر علی وڑائچ ۴؍ نومبر کو گوجرہ میں انتقال فرما گئے۔
- چیچہ وطنی: محمد الیاس چیمہ مرحوم کی والدہ ماجدہ اور ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کی تائی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔
- چنیوٹ: شہید ناموسِ صحابہ حافظ محمد ابوبکر کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۲؍ دسمبر ۲۰۱۲ء
- **حاجی محمد اسماعیل مرحوم:** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی سے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے نگران و معاون جناب ارشد چوہان صاحب والد ماجد حاجی محمد اسماعیل مرحوم۔ انتقال: ۳۰؍ نومبر ۲۰۱۲ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

☆☆☆

مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام چوتھے مرکزِ احرار

مسجد ختمِ نبوت

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز

اِن شاء اللہ تعالیٰ 08 دسمبر 2012ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر (2 بجے) ہو رہا ہے

25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختم نبوت اکیڈمی، ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی

جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی درخواست ہے

ترسیلِ زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکز احرار چیچہ وطنی)
دفتر دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی وضاحت ضرور فرمائیں

منجانب: تحریکِ تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
0300.6939453
040 .5482253

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2012ء)

مرتب: محمد یوسف شاؔد

دل کی بات (اداریہ):

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
سیاسی افراتفری کی فضاء، اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟	مدیر	جنوری	2
احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	مدیر	فروری	2
بلوچستان کی سنگین صورتِ حال؟	مدیر	مارچ	2
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا	مدیر	اپریل	2
والدہ ماجدہ، بنتِ امیر شریعت رحمہ اللہ علیہا کا سانحۂ انتقال	مدیر	مئی	2
''ہم کو معلوم ہے ہم نشانے پہ ہیں''	مدیر	جون	2
وزارتِ عظمیٰ کی میوزیکل چیئر اور عوام کی حالتِ زار	مدیر	جولائی	2
رمضان المبارک، ہماری ذمہ داریاں	مدیر	اگست	2
کرپٹ حکمران، مایوس قوم، ''روشن مستقبل''	مدیر	ستمبر	2
بلوچستان کا مسئلہ............حکمرانوں کی ذمہ داریاں	مدیر	اکتوبر	2
تحفظِ ختم نبوت کا محاذ اور میڈیا وار	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	2
انتخاب آمد......اسلام برخاست	مدیر	دسمبر	2

تعزیتی شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
جناب حافظ محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ	مدیر	جنوری	3
جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی والدہ کا انتقال	//	//	4
مولانا معین الدین لکھنوی کی رحلت	//	//	5

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
قانون توہینِ رسالت اور انسانی حقوق کی تنظیمیں!	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	3
شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء......اور مجلس احرار اسلام	//	مارچ	3
میمو اسکینڈل کا مرکزی کردار اور قادیانی دجل!	//	//	4
بھائی محمد عباس نجمی کا سانحۂ انتقال	//	//	5
حضرت مولانا عبدالستار کی رحلت	//	//	6
شیخ محمد حسین صندل مرحوم	محمد ادریس	//	7

سندھ میں غیر مسلموں کا قبول اسلام	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	3
چھوٹے میاں معاذ اللہ	//	//	4
خانقاہ احمدیہ سراجیہ نقشبندیہ کا اجتماع	//	//	4
فتنہ مرزائیت کی نشاندہی	//	//	5
قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دی جانے والی قرارداد کا اصل مسودہ آزاد کشمیر اسمبلی سے غائب	//	مئی	5
قادیانی تسلط اور چودھری احمد یوسف کا قتل کیس	//	جون	4
حاجی فیاض حسن سجاد کی رحلت	//	جولائی	4
برما کے مظلوم مسلمان اور دنیا کی مجرمانہ خاموشی	مدیر	اگست	3
یوم تحفظ ختم نبوت: ماتحت مجالس احرار متوجہ ہوں!	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	4
رمشا کیس اور قانون توہینِ رسالت	//	ستمبر	4
دارالعلوم کراچی پر پولیس اور رینجرز کا دھاوا	//	//	5
توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم اُمہ کا ردِ عمل	//	اکتوبر	4
سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	//	دسمبر	4
مرکز سراجیہ پر چھاپہ اور صاحبزادہ رشید احمد کی گرفتاری	//	//	5

دین و دانش:

درسِ حدیث	مولانا محمد فواد	جنوری	19
حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط:۱)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	21
اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کا نتیجہ!	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	30
ظہورِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم	امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ	فروری	10
طلوع	مفکر احرار چودھری افضل حق	//	12
ازعرش نازک تک	شورش کاشمیری	//	14
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ		16
درُود	شاہ بلیغ الدین	//	18
درود کی سوغاتیں	مولانا محمد علی جوہر	//	20
مقامِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	//	21
دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے	مأخوذ	//	26
حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط:۲)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	28
حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط:۳)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	مارچ	20

نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک	حافظ محمد زاہد	اپریل	7
حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافت حسن رضی اللہ عنہ (قسط:۴)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	19
پیکر صدق و وفا خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	تنویر احمد اعوان	مئی	21
روشن ہیں سب ستارے رسالت مآب کے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	″	24
حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے انحراف (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	28
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعزیتی خطبہ	سید عطاء المنان بخاری	جون	17
خلیفۂ راشد و عادل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، قبولِ اسلام، سیرت و خدمات	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	22
امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	عبدالرحمٰن جامی	″	33
اللہ کے احسانات اور ہماری نافرمانیاں	حسین الرحمٰن	جولائی	9
خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحابیّت	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	11
دو ابوسفیان......دونوں ہی کامیاب و کامران، ابوسفیان مغیرہ بن حارث اور ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہما	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	″	22
سزائے شاتمِ رسول، ارتداد اور اسلامی روایت کی توجیہ	مولوی احسن احمد عبدالشکور	″	25
روزہ اسلام کی تیسری بنیاد	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	اگست	8
عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)	افادات مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	″	13
امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	16
ان کی لاٹھیوں میں نور	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	″	22
میدانِ اُحد	شاہ بلیغ الدینؒ	ستمبر	6
آیت مودّۃ فی القربیٰ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	10
آیاتِ قرآنی کی تعداد؟	محمد عبداللہ شارق	″	17
توہینِ رسالت دہشت گردی ہے!	حضرت مولانا محمد صدیق صاحب	اکتوبر	7
قربانی..........حکمت اور مسائل و احکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	″	11
آیتِ مباہلہ اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	″	19
آیت تطہیر اور امامت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	نومبر	7
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے چند پہلو	محمد عرفان الحق	″	16
اسلامی سالِ نو کا پیغام، اُمّتِ مسلمہ کے نام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	دسمبر	7
عظمتِ قرآن	حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ	″	13
امیر المؤمنین، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، شہیدِ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	″	19
آیت ولایت اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	″	23

شاعری:

غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	40
منقبت: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	شورش کاشمیریؒ	اگست	24
نظم: یہ ماہِ منور جسے کہتے ہیں رمضان	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	//	25
نظم: قائد اعظم	حبیب جالب	//	26
نظم: حج بیت اللہ کو یاد کرکے..................!	مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	اکتوبر	41
نظم: سید محمد ذوالکفل بخاری شہید کی یاد میں	حبیب الرحمٰن بٹالوی	نومبر	51
نظم: شہرآشوب	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	52
نظم: مسلمان اُٹھ	مولانا احسن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	//	53
غزلیں: رنگِ سخن	پروفیسر محمد اکرام تائب	//	54
مُنے میاں نہ رونا	انور شعور	دسمبر	48

افکار:

میمو اسکینڈل کے مختلف کردار اور قادیانی سازشیں	عبداللطیف چیمہ	جنوری	6
میموگیٹ سکینڈل کے کردار اور ان کی اصلیت	عبدالجبار ناصر	//	9
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا	توصیف احمد ہزاروی	//	17
امریکی و نیٹو حملے، پس منظر پیش منظر	ابوطلحہ عثمان	فروری	8
فتنہ کو فساد ہونے سے بچائیں	سعود ساحر	مارچ	8
لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ تاج امامت و رسالت جن پر ناز کرے	//	//	12
سرخ پوشانِ احرار ایوانِ محمود کے سامنے	ابنِ عالم	اپریل	16
عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت	احمد جمال نظامی	اپریل	18
ایک ''مہاتیر'' کی ضرورت	توصیف احمد	جولائی	6
سیاست نبوی اور فرنگی کی ''پالیٹکس''	نوید مسعود ہاشمی	اگست	27
سنو کہانی!	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	ستمبر	19
مارکیٹ کا آنکھوں دیکھا حال	حسین الرحمٰن	//	21
قانون توہینِ رسالت میں ترمیم کی کوشش پر سخت احتجاج کریں گے	منصور اصغر راجہ	//	23
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں	عبدالمنان معاویہ	اکتوبر	26
پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم......مجرم کون؟	سہیل باوا (لندن)	//	28
باطل کا دماغ کب درست کروگے؟	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	//	31

اسلام، پاکستان اور اقلیتیں	سہیل باوا (لندن)	نومبر	18
اک اور ہنگامہ	عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی	//	20
مغرب کی تنگ نظری	محمد متین خالد	//	23
اے نوجواں مسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	27
یادِ رفتگان:			
آہ! ہماری امی جان: لختِ جگر مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	مفتی ہارون مطیع اللہ	اگست	46
بنتِ مولانا گل شیر شہید کی رحلت	حافظ نصیر الدین	ستمبر	40
مطالعۂ قادیانیت:			
اللہ تعالیٰ، کتبِ سماویہ اور قرآن مجید کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	جنوری	41
مرزا قادیانی کے احادیثِ مبارکہ کے متعلق چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	فروری	37
مرزا قادیانی کے انبیاء علیہم السلام کے متعلق چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	مارچ	36
تھل میں قادیانی قلعے میں دراڑ (سابق قادیانی صدر کا قبول اسلام)	عرفان محمود برق	مارچ	42
برما (رنگون) کے علماء کرام کا قادیانیت کے محاذ پر کام اور تازہ ترین صورت حال کا جائزہ	سہیل باوا	اپریل	36
پاکستان کے خلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم......مجرم کون؟	سہیل باوا	مئی	41
قادیانیت نے عالمِ اسلام کو کیا دیا؟	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	جون	46
ایک قادیانی بیٹی کا خط: مرزا مسرور کے نام	سہیل باوا	//	50
قادیانیت، نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خطرناک سازش	مولانا غیاث الدین دھام پوری	جولائی	43
مرزا قادیانی کے متضاد دعوے	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	48
قادیانیت کے پیش منظر اور سازشوں کے منحوس سائے	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	اگست	51
قادیانی مرتد (نظم)	علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ علیہ	اگست	53
قادیانی سربراہ مرزا مسرور کا دورۂ امریکہ	سیف اللہ خالد	اگست	54
بشریٰ گوہر اور قادیانیت کی بے جا حمایت	قاضی محمد یعقوب	اگست	57
میرا آج اور تمہارا کل	راجہ نعمان (سابقہ قادیانی)	ستمبر	42
7/ستمبر: قادیانیت کا یومِ حساب	محمد نعمان سنجرانی	//	48
تحریکِ ختم نبوت............زندہ باد	سہیل باوا (لندن)	//	54
میں نے قادیانیت کیوں ترک کی............چند تأثرات	قاری محمد آصف	نومبر	38
مسلمانوں اور مرزائیوں کا اختلاف اسلام اور کفر کی جنگ ہے	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	30
ترکِ قادیانیت کی داستان	قاری محمد آصف	//	32

ماضی کے جھروکوں سے:

’’پراپیگنڈے کی قوت‘‘	مولانا محمد انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	38

(مکتوب بنام: جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

شخصیات:

سیّدہ بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا	بنت مولانا نصیر الدینؒ	جولائی	34
مولانا سید ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ.....علم وعمل کا سچا کردار	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ	اکتوبر	33
جیل سے آغا شورش کاشمیری کے خطوط	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	37

گوشۂ امیر شریعتؒ:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ.....خوش گوار یادیں، ایمان افروز واقعات	مولانا محمد یٰسین مدظلہ	اگست	30

گوشۂ خاص بیاد: بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمِّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا:

سیدہ بنتِ امیر شریعت بخاری رحمۃ اللہ علیہا کا سانحۂ ارتحال	مولانا مجاہد الحسینی	مئی	8
بنتِ امیر شریعت کی رحلت	مولانا محمد ازہر	//	16
سیدہ بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا، حیات امیر شریعت اور تاریخ احرار کا مستند ماخذ	محمد فاروق قریشی	//	20

گوشۂ خاص بیادؒ: چودھری افضل حقؒ:

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	31
’’ایک خادم خلق کی کہانی‘‘ (مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ)	غلام دستگیر ربانی	//	33

افتاء:

الافتاء	مولانا مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ	نومبر	5

مکتوب:

بنام: میاں محمد عامر (سی ای او دنیا نیوز چینل) بہ سلسلہ قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کا قتل	عبد اللطیف خالد چیمہ	جون	7

گوشۂ خاص:

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ..........اک ضربِ کلیمانہ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	نومبر	44
حرم کے فٹ پاتھ پر میں اور ذوالکفل	سلیم کوثر	//	47
پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری شہید کی یاد میں	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	51

ادبیات:

مولانا ابوالکلام آزاد کی نثر	ڈاکٹر محمد حسن	ستمبر	25

منقبت (کاتبِ وحی، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ)	حکیم سید سرو سہارنپوری	//	28
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	29

انتخاب:

قادیانیوں کے حوالے سے امریکی مطالبات درست نہیں	اداریہ روزنامہ ''خبریں''	اگست	5

آپ بیتی:

ورق ورق زندگی (قسط ۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	36
ورق ورق زندگی (قسط ۹)	//	فروری	47
ورق ورق زندگی (قسط ۱۰)	//	مارچ	29
ورق ورق زندگی (قسط ۱۱)	//	اپریل	28
ورق ورق زندگی (قسط ۱۲)	//	مئی	32
ورق ورق زندگی (قسط ۱۳)	//	جون	38
ورق ورق زندگی (قسط ۱۴)	//	جولائی	36
ورق ورق زندگی (قسط ۱۵)	//	اگست	36
ورق ورق زندگی (قسط ۱۶)	//	ستمبر	30
ورق ورق زندگی (قسط ۱۷)	//	اکتوبر	45
ورق ورق زندگی (قسط ۱۸)	//	نومبر	29
ورق ورق زندگی (قسط ۱۹)	//	دسمبر	40

طنز ومزاح:

زباں میری ہے بات اُن کی	فریم عینکی	جنوری	50

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین (حسنِ کردار وعمل)
مصنف: الشیخ خالد البیطار، مترجم: مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمۃ اللہ علیہ۔ص ۵۱
صدائے عصر۔ مؤلف: مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ۔ص ۵۲
بنیاد......مصنف: محمد صدیق بخاری۔ص ۵۲
تاریخی شاہی مسجد کچی و آثار صالحین......مؤلف: مولانا طاہر محمود اطہر۔ص ۵۲
گنبدِ خضریٰ کے سایہ میں......مصنف: مولانا سمیع الحق مدظلہ۔ص ۵۳
رنگِ کلام......شاعر: سید کاشف گیلانی۔ص ۳۵
مکاتیب (شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان پلندری رحمۃ اللہ علیہ)......مؤلف: مولانا محمد اسحٰق۔ص ۵۳

اے زائرِ حرم......مرتب: مولانا سمیع الحق مدظلہ۔ص۵۴
ظفر اللہ خان قادیانی......تحقیق وتدوین: محمد طاہر عبدالرزاق۔ص۵۴
ربوہ کی پُراسرار کہانیاں......تدوین: محمد طاہر عبدالرزاق۔ص۵۴
ہم نے قادیان میں کیا دیکھا؟ (جلد۱)......تدوین: محمد طاہر عبدالرزاق۔ص۵۴

مئی: سدّ سکندر فی تحقیق لفظ قلندر۔تالیف مولانا نور اللہ نوروز یرستانی (رکن القاسم اکیڈمی)۔ص۴۴
جمعیت علمائے اسلام اور کارکنان کے لیے لائحہ عمل۔مرتب: محمد ریاض درانی۔ص۴۴
مجالس غورغشتوی (ملفوظات طیبات شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہٗ)۔ص۴۵
وہ کون آیا؟ (ماہنامہ ''نورعلیٰ نور'' کی اشاعتِ خاص، ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ)۔ص۴۶
اشاریہ ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ مع فہرست مخطوطات۔ص۴۶
سلسلۂ اسوۂ حسنہ۔ص۴۷

جون: تذکرۃ الشیخین۔مرتب: محمد اسحاق ملتانی۔ص۵۴
مقامِ امیر معاویہ ومرویّات معاویہ۔مؤلف: محمد عرفان الحق۔ص۵۵

اگست: ''پہلا پتھر'' مصنف: کیپٹن نذیر الدین خان۔ص۴۴
''کردار کی دیمک'' مصنف: کیپٹن نذیر الدین خان۔ص۴۵

ستمبر: ''لسانی مطالعے'' ذولسانی تحقیقی پیش کش: مصنف: پروفیسر غازی علم الدین

اکتوبر: اشاریہ ششماہی ''السیرۃ'' عالمی (شمارہ ۱ تا ۲۵) مرتب: محمد سعید شیخ۔ص۴۲
''پاکستان میں اردو سیرت نگاری'' (ایک تعارفی مطالعہ) مؤلف: سید عزیز الرحمٰن۔ص۴۳
ماہنامہ ''مسیحائی'' (مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر) ناشر ومدیر اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری۔ص۴۳
خطباتِ اسلام جلد اوّل　خطیب: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمتین نعمانی　مرتب: محمد اطہر عثمانی۔ص۴۴

نومبر: توہینِ رسالت کا مسئلہ اور عمار خان ناصر　تحریر: حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: جناب غلام محمد نیازی مرحوم

فروری: چودھری محمد یعقوب تارڑ مرحوم (سابق صدر جناب محمد رفیق تارڑ کے بھائی)
ملک مشتاق احمد وینس، ہمشیر مرحومہ قاری عطاء اللہ احرار چشتیاں

مارچ: اہلیہ مرحومہ مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، چودھری بشیر احمد بٹالوی مرحوم،
چیچہ وطنی میں معاون جماعت محمد سعید (بابا گارمنٹس) کی ہمشیر صاحبہ

اپریل: جماعتِ اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ کی والدہ ماجدہ،
مجلس احرار اسلام کراچی کے نائب امیر قاری علی شیر کی والدہ ماجدہ
مدرسہ معمورہ محمودیہ ناگڑیاں گجرات کے معاون چودھری محمد عباس، مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے نائب امیر خالد کھوکھر کی اہلیہ

جون: بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمِّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا، مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی ہمشیرہ، فیض الحسن فیضی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا قاضی حمید اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، ملک فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر محمد الیاس میراں پوری کے خالہ زاد محمد ظفر اقبال،
عبدالرحمٰن جامی نقشبندی کی دادی صاحبہ

جولائی: مجلس احرار اسلام سرگودھا کے صدر ڈاکٹر ظہیر احمد حیدری کے تایازاد بھائی اور مولانا عبدالمجید سرگودھویؒ (فاضل دیوبند)
کے بیٹے مرتضیٰ الحسن
مجلس احرار اسلام کراچی کے ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کی اہلیہ
شیخ بلال احمد مرحوم ولد محمد حسین لدھیانوی مرحوم (لدھیانوی)

اگست: معروف عالم دین، مدرس قرآن مولانا سعید الدین شیر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ، اہلیہ مرحومہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
مجاہد ختم نبوت عبدالباسط سماٹری

ستمبر: حکیم سید محمود احمد سرو سہارن پوری رحمہ اللہ، مجلس احرار اسلام سورج میانی ملتان کے کارکن محمد عثمان کی والدہ ماجدہ
والدہ مرحومہ حاجی جابر علی

اکتوبر: چیچہ وطنی میں ہمارے دیرینہ ساتھی ڈاکٹر محمد اویس کے چچازاد بھائی محمد عرفان
سینئر قانون دان اور ہمارے قدیم مہربان ملک لیاقت علی کمبوہ ایڈووکیٹ
مجلس احرار اسلام (ککری کلاں میلسی) کے کارکن میاں ریاض احمد کی خوشدامن
(رفیق سفر حضرت پیر جی) حافظ شفیق الرحمٰن کے سسر مولانا عبدالرحمٰن خطیب و امام مکی مسجد وہاڑی

نومبر: جامعہ دارالعلوم اسلامیہ پشتون آباد کوئٹہ کے شیخ الحدیث مولانا نور محمد رحمۃ اللہ
جامعہ قادریہ رحیم یار خان کے مہتمم و بانی مولانا قاضی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
جامعہ مدنیہ بہاول پور کے شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ، ممتاز شاعر اور معروف کالم نگار جناب خالد مسعود خان کی اہلیہ
جامعہ خیر المدارس کے قدیم استاذ اور شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے قابل فخر شاگرد حافظ محبوب احمد

دسمبر: مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا محمد مکّی حجازی مدظلہٗ کی رباط مکی کے منتظم اور حجاج کے خادم مولانا منظور احمد
وقاص بھٹی اور ڈاکٹر بلال بھٹی کے والد جناب محمد افضل بھٹی مرحوم، دارِ بنی ہاشم ملتان میں نمازِ جمعہ کے قدیمی ساتھی بھائی
محمد خالد (محلّہ طارق آباد)، مجلس احرارِ اسلام رام گلی لاہور کے قدیمی اور انتہائی مخلص کارکن بھائی محمد حسین مرحوم
مجلس احرارِ اسلام موضع عزیز قہم تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے مخلص معاون، ڈاکٹر ناصر مرحوم
ملتان کے مخلص احرار کارکن محترم اللہ نواز خان کی ہمشیر مرحومہ، مجلس احرار اسلام ملتان کے رکن بھائی محمد مہربان کے ہم
زلف محمد کاشف مرحوم، مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر اور احرار کارکن بھائی عبدالحکیم کے والد ماجد مرحوم ملتان میں ہمارے کرم
فرما پروفیسر حافظ نثار احمد مرحوم، ملتان میں ہمارے ہم فکر ساتھی بھائی محمد اشفاق کمبوہ کی والدہ ماجدہ
چیچہ وطنی، قاری محمد سرور صاحب کی اہلیہ انتقال کر گئیں، شہید حافظ محمد ابوبکر کی والدہ ماجدہ (چنیوٹ)،
ملتان میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے اولین معالج ڈاکٹر مقبول احمد مرحوم کے فرزند ڈاکٹر محمد اختر
چیچہ وطنی: خواجہ ذوالفقار علی مرحوم کی صاحبزادی انتقال فرما گئیں، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ اور عبداللطیف خالد چیمہ کے خالو
چودھری اکبر علی وڑائچ، چیچہ وطنی: محمد الیاس چیمہ مرحوم کی والدہ ماجدہ اور ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کی تائی صاحبہ
چیچہ وطنی، جناب ارشد چوہان کے والد محترم حاجی محمد اسماعیل مرحوم،

خوشخبری

ماہنامہ الاحرار کا خصوصی نمبر (محرم الحرام دسمبر 2012ء)

بیاد سبط رسول، جگر گوشۂ بتول، سوار دوش رسول، ریحانۃ النبی، مظلوم کربلا
فرزند مرتضیٰ، شبیہ مصطفیٰ، پیکر صدق وصفا، قتیل سازش ابن سباء، شہید غیرت

ابوعبداللہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

شائع ہوکر منظر عام پر آگیا ہے

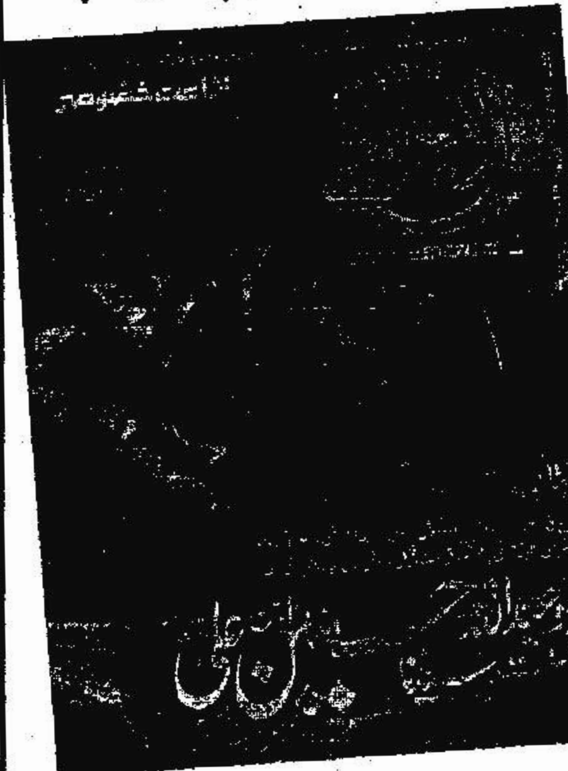

سیرت وتاریخ کے
مستند حوالوں سے
مزیّن اہلِ علم کی
ایمان افروز اور
حقائق پر مبنی
منتخب تحریریں

صفحات 276
قیمت 100 روپے

نوٹ 5 شماروں سے کم منگوانے پر رسالہ وی پی نہیں کیا جائے گا 0300-8731553

رابطہ کیلئے
مدیر الاحرار سید محمد معاویہ بخاری

232 کوٹ تغلق شاہ محلہ ٹبی شیر خان
نزد پرانا برف خانہ کچہری روڈ ملتان

نزلہ' زکام' گلے کی خراش اور کھانسی!

Take NO Tension

Take Sualin

with TOOT SIYAH efficacy

ہمدرد

بیماری اور بیمار پرسی کی مسنون دعائیں

1. حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے
اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔
"دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔" (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2. حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔
لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ۔ "کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کرے گی۔" (بخاری ومسلم)

3. رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔
اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)
"میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔"

4. بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ (ترمذی)
"سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔"

5. جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۹۳ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ "سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔"

6. پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔
"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔" (ابوداؤد)

7. زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)
"میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔"

8. بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۔ (شعراء: ۸۰) "اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔"

9. دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
Head Office: Canal View, Lahore